

## 30

12

2

استغفر الله

استغفر الله

فوائد

1991

۱۲۲























میسے: فَرَبَّ يَدَيَّ يُعْزِمُ الْجُمُعَةَ أَمَّا الْأَمِيرُ فَرَبَّ شَدِيدًا فِي كَارِيهِ  
 (اس مثال میں مفعول بہ کے ساتھ اور بھی منہ اسل کو جو دیکھ لے مفعول بہ کو  
 نائب الفاعل بنا کر دے گا۔)

فَرَبَّ يَدَيَّ يُعْزِمُ الْجُمُعَةَ الخ (اس عبارت کو نفوی تحقیق سے لے کر)

فَرَبَّ يَدَيَّ فعل مفعول نائب الفاعل  
 يُعْزِمُ الْجُمُعَةَ ظرف زمان  
 أَمَّا الْأَمِيرُ مفعول فیہ ظرف مفعول  
 فَرَبَّ شَدِيدًا مفعول مطلق لغو (اس کو مفعول مطلق و صغیر بھی  
 کہتے ہیں) فَرَبَّ يَدَيَّ جار مجرور یہ امر مفاعیل سے مشابہت رکھتا ہے  
 جن کو نائب الفاعل بنا کر دے گا یعنی یہ مفعول فیہ ہے۔ جار مجرور اور  
 تمام مفاعیل میں وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جس طرح مفاعیل و لکم میں فضلہ واقع ہوتا ہے  
 اسی طرح جار مجرور بھی و لکم میں فضلہ واقع ہوتا ہے۔

فَرَبَّ يَدَيَّ کہ ساتھ شَدِيدًا کیوں نہ کہ کیا حال اللہ شَدِيدًا کہ بغیر بھی فَرَبَّ يَدَيَّ  
 مفعول مطلق بن سکتا تھا۔

فَرَبَّ يَدَيَّ کہ ساتھ شَدِيدًا (اس وجہ سے نہ کہ کیا تاکہ اس بارے میں تفسیر ہو  
 جائے کہ مفعول مطلق بغیر قید موقفین کے نائب الفاعل نہیں بن سکتا  
 اس لیے شَدِيدًا نہ کہ کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ بھی نائب الفاعل بنا سکتا ہے۔

اگر شَدِيدًا نہ کہ کیا تاکہ لے کر فَرَبَّ يَدَيَّ نہ کہ کیا تاکہ لے کر فَرَبَّ يَدَيَّ نہ کہ کیا تاکہ لے کر  
 لے کر فَرَبَّ يَدَيَّ نہ کہ کیا تاکہ لے کر فَرَبَّ يَدَيَّ نہ کہ کیا تاکہ لے کر فَرَبَّ يَدَيَّ نہ کہ کیا تاکہ لے کر  
 شَدِيدًا نہ کہ کیا تاکہ لے کر فَرَبَّ يَدَيَّ نہ کہ کیا تاکہ لے کر فَرَبَّ يَدَيَّ نہ کہ کیا تاکہ لے کر  
 نہ کہ کیا تاکہ لے کر فَرَبَّ يَدَيَّ نہ کہ کیا تاکہ لے کر فَرَبَّ يَدَيَّ نہ کہ کیا تاکہ لے کر



اگر عبارت میں مفعول پہلے کے علاوہ دیکھو مفاعیل پانچ جائیں تو کس  
مفعول کو نائب الفاعل بنائیں گے؟

جواب: اگر عبارت میں مفعول پہلے کے علاوہ دیکھو مفاعیل پانچ جائیں تو تمام مفاعیل کو  
نائب الفاعل بنانا پس سے یعنی چاروں نائب الفاعل بنادیں گے۔

وہ فعل جو متعدی ہو اور دو مفعول پہلے اور دو مفعول ایک دوسرے کے علاوہ  
پس سے یعنی تینوں مفعولوں میں سے کس مفعول کو نائب الفاعل بنانا اولیٰ ہے؟

جواب: وہ فعل جو متعدی ہو اور مفعول پہلے جیسے: اَعْطَيْتُ لِقَا اس فعل کے پہلے مفعول  
کو نائب الفاعل بنانا اولیٰ ہے کیونکہ دوسرے مفعول کے مقابلے میں پہلے مفعول  
میں تاعلیت کا معنی نہ پایا جیسے: کَیْفَ تَكُنْ بِیْلَکَ مَفْعُولٌ لِّ اَفْعَالٍ (یعنی فاعل سے دھم کو)  
تے جیسے: اَعْطَى نَدِیُّ دَنَّهُمَا یہ اصل میں اَعْطَيْتُ نَدِیُّ اِدْنَهُمَا تھا اس میں  
پہلے مفعول نَدِیُّ کو نائب الفاعل بنانا اولیٰ ہے کیونکہ مفعول اول میں تاعلیت  
کا معنی ہے یعنی نَدِیُّ دَنَّهُمَا لیسے کہ ملا دیتا دکنہا ہے لیکن دوسرے مفعول کو بھی  
نائب الفاعل بنانا جائز ہے جیسے: اَعْطَى دَنَّهُم نَدِیُّ ا  
اور مفعول اول کو نائب الفاعل بنانا اس وقت اولیٰ ہے کہ جب التباس  
کا خوف نہ ہو ورنہ اگر التباس کا خوف ہو تو مفعول اول کو نائب  
الفاعل بنانا بدیہی ہے جیسے: اَعْطَى نَدِیُّ دَنَّهُم



# مختار

فَمِنْهُ الْمُتَّبَعُ أَوْ الْفَلْبُ

کیا تمام نسخوں میں مبتداء اور فب کو (بورش) اور متبعا سے شروع ہوا ہے  
نہیں (بورش) نسخوں میں (تبعی) کو (بورش) سے

جواب (نہیں) تمام نسخوں میں مبتداء اور فب کو (بورش) اور متبعا سے شروع نہیں  
ہوا (بلکہ یہاں نسخوں میں) فمائل سے پہلے شروع ہوا ہے

فَمِنْهُ أَوْ فَمِنْهُ سے شروع کرتے ہیں (میں) فمائل سے شروع کیا ہوگا

جواب (اس) کا جواب اشارت ہے (یعنی) مِنْ فَمْلَةِ الْمَرْفُوعَاتِ اور مِنْ فَمْلَةِ الْمَرْفُوعِ  
سے دیا کہ فَمِنْهُ ایسی صورت میں (ہا) فمائل سے شروع کیا ہوگا اور فَمِنْهُ میں (اس) کا  
معرکہ فَمْلَةِ الْمَرْفُوعِ سے ہوگا اور فَمِنْهُ میں فَمْلَةِ الْمَرْفُوعِ کے اعتبار سے لاؤں گے

مَنْشُورِ اَلِیَہِ الرَّحْمَہُ نہ جلتی اور فب کو ایک فصل میں جمع کیوں کیا

جواب (اس) کا جواب اشارت ہے (یعنی) فَمِنْهُ اِنْ فَضْلٌ فَاِیَّیْہِ لِشَکْلِہِمْ اَلِیْہِ سے دیا کہ مبتداء اور  
اور فب کو ایک فصل میں جمع کرنے کی رو سے ہوا ہے

پہلی وجہ: کیونکہ مبتداء اور فب میں (نہ) و (میتل) سے کہ جب (بہ) بہادرت میں  
مبتداء اور فب کو (بہ) لفظ فب (بہ) فمائل سے (بہ) سے (بہ) نہ جلتی اور  
فب کو ایک فصل میں جمع کیا

دوسری وجہ: کیونکہ مبتداء اور فب (بہ) و (میتل) سے (بہ) سے

مبتداء اور فب کو (بہ) لفظ فب (بہ) فمائل سے (بہ) سے (بہ) نہ جلتی اور

جواب: الْمُتَّبَعُ أَوْ الْفَلْبُ مِنْ الْمُتَّبَعِ فِي عَنِ النَّوَاحِلِ اللَّفْظِيَّةِ مُسْتَحْدَا إِلَيْہِ



جواب  
جلیت اے وہ اسم ہے جو سوال میں لفظ الیہ سے  
جیسے: تیری قاریم

الْإِسْلَامُ :

جواب اس کا جواب شارح نے لفظاً اَعَدْتُ قَدْرًا لَكَ اسلم سے یہاں دی جا رہی ہے  
 جس سے : اَنْ تَقُوْهُمُوْا قَدْرَ الَّذِيْ لَكُمْ (اس میں) اَنْ تَقُوْهُمُوْا مبتدا اور ذالہ کا اسم فاعل ہے  
 اسلم سے یہاں ہم آپ کو ایسی مثال دکھا رہے ہیں جس میں مبتدا اور اسم فاعل ہے  
 اعتداف ہے آپ کو مبتدا اور کتبہ یعنی اللہ سے قَدْرُ اَنْ تَقُوْهُمُوْا کے مبتدا اور ذالہ کا اسم فاعل ہے

[illegible]

الْمُبْدِي عَنْ الْعَوَامِلِ الْفَعْلِيَّةِ :

اَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ الْغَائِبُونَ عَنْكُمْ  
 مَعَكُمْ فِي جَنَّةِ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ وَالْغَدَ  
 لِيَوْمِكُمْ هَذَا يَوْمُ الْقِيَامَةِ  
 حِينَ الْمَوْفِقِ فِي عَيْنِ الْوَقْتِ  
 حِينَ الْمَوْفِقِ فِي عَيْنِ الْوَقْتِ

جواب  
اسلامی جواب شارح نے ایک لفظ سے تم یوں بوجہ غیبی و اہل لفظی اہل  
دینا کہ المؤمنین تم یوں کہ معنی تمہارے اہل لفظی سے ذالعی یوں ہے  
مرا یہ ہے کہ اسلام میں اہل لفظی بالکل یوں نہیں۔

هَامِدٌ وَأَفِيكٌ سَابِقٌ لِمُدْرِي عَيْنِ النَّوَاهِلِ الْغُطَّائِيَّةِ وَأَوَّلِيهَا

جواب صاحب مافیہ کی اس عبارت کو قید سے دو اسماء ثقل گذر چکے ہیں اور اہل  
لفظی سے تالیف جیسے: حرف مشبہ بالفعل، اِنَّ اوردے گا اِنَّ کا اسم کہ اِنَّ اور  
اِنَّ اِنَّ کا اسم جملہ اے نبی (بنی سلفہ) کیونکہ ان کا معاملہ لفظی ہو چکا ہے۔



آپ نے فرمایا کہ العجری عن الاموال الغضائیة سے وہ اسماء تھیں جو (جبر) میں شامل تھیں لفظی بیایا جاتا ہے اور کہیں آپ کو ایسا کہنا ہے کہ ان کو (جبر) ایسا اسم جلتا اور بن جائے جس میں شامل لفظی ہو جو وہ اسماء تھیں جو (جبر) میں شامل تھیں کہ اس میں شامل لفظی وہ جبر ہے کہ ہونے کے باوجود وہ اسم جلتا اور بن جائے۔

اس کے جواب میں اشارت ہے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ الخ سے دیکھ شامل لفظی کے ہونے سے مختلف کاموں میں ہے کہ وہ شامل لفظی میں ہوئے ہیں یہی اسماء شامل لفظی کے کوئی معنی ہیں یہی کہ آپ کی پیش کردہ مثالیں ہیں جو کہ میں شامل لفظی کے جبر میں ہیں لیکن باوجود ان کے کہ وہ نہیں ہیں بلکہ یہی اسماء جلتا اور بن جائے اس وجہ سے شامل لفظی جلتا اور بن جائے۔

### مُسْتَدَلِّیَّة

صواب و غلط کے اس عبادت کی قیود و افادہ بیان کریں۔

اس عبادت کی قیود و افادہ بیان کریں کہ اس کے قیود اور عبادت کے قسم ثانی جلتا اور بن جائے کہ اس میں شامل لفظی کے جبر میں ہیں لیکن باوجود ان کے کہ وہ نہیں ہیں بلکہ یہی اسماء جلتا اور بن جائے اس وجہ سے شامل لفظی جلتا اور بن جائے۔

جبتا اور بن جائے کہ اس میں شامل لفظی کے جبر میں ہیں لیکن باوجود ان کے کہ وہ نہیں ہیں بلکہ یہی اسماء جلتا اور بن جائے اس وجہ سے شامل لفظی جلتا اور بن جائے۔

الْحَقِيقَةُ الْوَاقِعَةُ بَعْدَ كَرَفِ النَّفْسِ أَوْ الْإِنِّ الْإِلَهِيِّ تَنْفَعُ لَهَا هِيَ الْمَقْصُودُ جلتا اور بن جائے کہ اس میں شامل لفظی کے جبر میں ہیں لیکن باوجود ان کے کہ وہ نہیں ہیں بلکہ یہی اسماء جلتا اور بن جائے اس وجہ سے شامل لفظی جلتا اور بن جائے۔



الْفَتْحُ :  
 مسند سے مراد یہ ہے کہ وہ مسند کی میسر اسم مشتق ہو جس سے قسارت

حرف و بٹا دسٹا۔

آپ کا مطلب ہے کہ قسم ثانی میں مسند سے اسم مشتق ہوا لیکن اس سے نہیں  
 کیونکہ ہم آپ کو ایسی مثال دے چاہتے ہیں جس میں مسند اسم مشتق کا میسر نہ  
 ہو نہ کہ باوجود ہفتہ اور نہ ہی ہجرت سے جس سے : اُقْرَیْتُ اَنْتَ اس کا مثال میں  
 اُقْرَیْتُ اَنْتَ مسند کا میسر نہ ہونے کے باوجود ہفتہ اور نہ ہی ہجرت سے ہے۔

جواب : شارح نے اس کا جواب اَقْرَبُ لَكَ مَبْرَأًا سے دیا کہ چاہے وہ مسند کا  
 میسر اسم مشتق ہو یا وہ میسر مسند کے قائم مقام ہو اور اُقْرَیْتُ اَنْتَ  
 میں بعد اُقْرَیْتُ سے وہ اسم منسوب ہے اور اسم منسوب مسند ہی سے ہوتا ہے  
 اس وجہ سے اسم منسوب بھی ہفتہ اور نہ ہی ہجرت سے ہے۔

اَلَوْ اِقْعَدْتُ بَعْدَ فَرْقِ الشَّيْءِ اَوْ اَلْفِ اِلَّا سَتَقَفُّمُ :  
 ہفتہ کا میسر فرق نفی (مَا لَكَ) یا ہفتہ استغفار (مَا مَعْنَى مَا) کے  
 کے بعد واقع ہو لہذا مسند کا میسر ہفتہ اور نہ ہی ہجرت سے ہے۔

مسئلہ : مسند کے میسر کے ہفتہ اور نہ ہی ہجرت سے ہیں ابتداء سے خاتمہ تک یہی ہے۔

جواب : جیسو رکا مَعْقُوفٌ : جب مسند کا میسر فرق نفی یا فرق استغفار کے بعد واقع  
 ہو لہذا وہ مسند کا میسر ہفتہ اور نہ ہی ہجرت سے ہے۔

بیسویہ کا مقصد : جب مسند کا میسر فرق نفی یا فرق استغفار کے  
 نہیں ابتداء میں واقع ہو لہذا اس مسند کے میسر کو ہفتہ اور نہ ہی ہجرت سے  
 ہے لیکن ملک و قوم میں و قبیح و عذر سے۔



افقشت كما هذه جبهه بديعة مفتوحة ورفعة في اوجها انما هي انما هي  
 حيل فادع اسد لقاس مفتوحة في هيلتها وبناتنا مستعبد وادس  
 حيلنا شمس فقيش نون عند الشاس منكم  
 اسد شمس حيل فقيش مبتداه اسد اور نون عند الشاس فاعل بهما اسد اور نون

ايها افقيش نون عند الشاس منكم ميلا مفتوحة كوردة تركيب اسد اسد اسد

جديدان شمس هذا كوردة حيل مبتداه اسد اور نون تركيب اسد اسد اسد  
 اسد فقيش كوردة حيل مبتداه اسد اور نون كوردة حيل مبتداه اسد اور نون  
 فقيش اسد اسد كوردة حيل مبتداه اسد اور نون كوردة حيل مبتداه اسد اور نون  
 اسد اسد اسد كوردة حيل مبتداه اسد اور نون كوردة حيل مبتداه اسد اور نون

اسد اسد اسد كوردة حيل مبتداه اسد اور نون كوردة حيل مبتداه اسد اور نون  
 اسد اسد اسد كوردة حيل مبتداه اسد اور نون كوردة حيل مبتداه اسد اور نون  
 اسد اسد اسد كوردة حيل مبتداه اسد اور نون كوردة حيل مبتداه اسد اور نون  
 اسد اسد اسد كوردة حيل مبتداه اسد اور نون كوردة حيل مبتداه اسد اور نون

اسد اسد اسد كوردة حيل مبتداه اسد اور نون كوردة حيل مبتداه اسد اور نون  
 اسد اسد اسد كوردة حيل مبتداه اسد اور نون كوردة حيل مبتداه اسد اور نون  
 اسد اسد اسد كوردة حيل مبتداه اسد اور نون كوردة حيل مبتداه اسد اور نون  
 اسد اسد اسد كوردة حيل مبتداه اسد اور نون كوردة حيل مبتداه اسد اور نون

ن افعلنا لظاهير

ن افعلنا لظاهير ن افعلنا لظاهير ن افعلنا لظاهير ن افعلنا لظاهير



ملیفہ اسم ظاہر کو رفع دے یہ درست نہیں ہے کیونکہ ہم آپ کو اسم مثال  
دکھاتے ہیں جس میں صفت کا ملیفہ اسم ظاہر کو رفع نہیں دے دیا ہے یہی  
حقیقت اور بنا رہا ہے جیسے: **أَزْهَيْتَ عَنْ أَهْلِي** (اس میں) اڑھتیب  
صفت کا ملیفہ اسم ظاہر کو رفع نہیں دے رہا بلکہ اس نے فہر متفصل کو رفع دیا ہے  
تو پھر اس میں مستدرک قسم بالیوں کو رفع دیا اور اڑھتیب کو؟

اس کا جواب شاید یہ ہے اپنی عبادت اقدس میں **أَهْلِي** سے دیا کہ  
چاہے وہ صفت کا ملیفہ اسم ظاہر کو رفع دے یا اسم ظاہر کے قائم مقام کہیں  
کو رفع دے اور اسم ظاہر کے قائم مقام ہے نہیں متفصل ہے لہذا آپ کو  
پیش کردہ مثال میں **أَهْلِي** فہر متفصل ہے جو اسم ظاہر کے قائم مقام ہے لہذا  
کو ملیفہ **أَهْلِي** بنا کر بالیوں کو رفع دے۔

جواب

ملیفہ اسم ظاہر کو رفع دے یہ درست نہیں ہے کیونکہ ہم آپ کو اسم مثال

جواب

اس کا جواب شاید یہ ہے **أَزْهَيْتَ عَنْ أَهْلِي** سے دیا کہ  
چاہے وہ صفت کا ملیفہ اسم ظاہر کو رفع دے یا اسم ظاہر کے قائم مقام کہیں  
کو رفع دے اور اسم ظاہر کے قائم مقام ہے نہیں متفصل ہے لہذا آپ کو  
پیش کردہ مثال میں **أَهْلِي** فہر متفصل ہے جو اسم ظاہر کے قائم مقام ہے لہذا  
کو ملیفہ **أَهْلِي** بنا کر بالیوں کو رفع دے۔

جواب

### فِي أَنْ طَابَتْ مُنْفَرِّجَاتُ الْأَعْيُنِ

پس اگر صفت اسم منفرد کے مطابق بقا سے لے کر ان میں دو مور تین بیان ہیں  
سے عبادت میں طابقت فعل کا فاعل کیا ہے؟

جواب

ملیفہ اسم ظاہر کو رفع دے یہ درست نہیں ہے کیونکہ ہم آپ کو اسم مثال

جواب







۱) اَقَامْتُمْ الشَّيْءَ الْيَدَانِ (۲) اَقَامْتُمْ الشَّيْءَ الْيَدَانِ (۳) اَقَامْتُمْ الشَّيْءَ الْيَدَانِ  
 ۴) اَقَامْتُمْ الشَّيْءَ الْيَدَانِ (۵) اَقَامْتُمْ الشَّيْءَ الْيَدَانِ (۶) اَقَامْتُمْ الشَّيْءَ الْيَدَانِ

جواب۔ اَقْبَانِمْ وَتَزِيدُ : اس مثال میں ماضی کے یہ لفظ کو مبتدا بنانا جائز ہے۔  
 اَوْ امثال میں مذکورہ دو امر بھی جائز ہے۔

۱. قَائِمُ الشَّيْءِ اِنْ : اس مثال میں لغت کے پیرفہ کو عبتاً ۱۰ بنانا جائز ہے اور تکلیف یہ ہوگ کہ قائم عبتاً ۱۰ الشَّيْءِ اِنْ فاعل قائم مقام فاعل

اَقَامَتَانِ الزَّيْجَانِ : : اَلَا مَثَالٌ مِثْلُكَ مِثْلُكَ كَمَا هَلَاكَ بَنَاتَانِ زَيْجَانِ  
لِيَكُنْ لَكَ مِثْلُكَ مِثْلُكَ لَعَنَ ظَاهِرُ كَوْنِ نَيْبِ دِيَا  
اَلَا كَيْ تَرَى كَيْبَ يَهْ اَلَا كَيْ تَرَى اَلَا كَيْبَ يَهْ اَلَا كَيْبَ يَهْ

خلاصہ: قائم ذریعہ - قائم ذریعہ - قائم ذریعہ  
ہیئت ذریعہ - ہیئت ذریعہ - ہیئت ذریعہ

تاریخ ۱۳۰۲

\_\_\_\_\_







[illegible]

جب پہلے اے افریقیہ عامل فقہ سے خالی ہو کر رہا تو ان کو عامل کیا ہو گا  
کیونکہ فقہاء نے یہی عامل کو جاننے کا نام لے رکھا ہے پہلے اے افریقیہ عامل کو ان سے  
اور وہی میں بعد ازاں فقہ سے ملا کر یہی کرتا ہوں

مبتداء اور ذنب کا عامل معنوی ابدی ہے یعنی اللہ مبتداء و ذنب کا عامل  
 لفظیہ کے خالق و یوں کہ تاکہ اس اللہ کی کسی شے کی طرف اسناد نہ ہو یا اس  
 اسم کی طرف کسی شے کی اسناد کی جائے یعنی ابدی اور مطلق یہ نہیں کہ  
 فقط ابتداء لفظیہ میں کسی یوں کہ عامل مبتداء اور ذنب ہونے کا بلکہ اللہ قد  
 اس وقت بھی عامل لفظیہ سے خالی رہے گا اور ابدی اور مطلق یہ ہو گا  
 کہ ابدی اور مبتداء اور ذنب کو رفع دینے والا عامل ہے یعنی مبتداء اور ذنب میں  
 ابدی اور کے عامل ہونے سے مراد یہ ہے کہ ابدی اور یعنی مبتداء اور ذنب کو رفع

حقیقتاً اے کہ وہ ایک میں افراد ف :

بسر یوں، جمیل و شاد و مختلف ماحذیب

۱۰۱ - حضرت یونس علیہ السلام

ہے اور اِلَّا یُلَاقِیْکُمْ مَا مَطْلُبٌ دِیْنِی ہے جو پہلے پہلے گزرا ہے۔

نہ مخشہ اور بعض نواۃ کا مذهب ہے:

ان کے نزدیک مِلَّتِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ اِلَّا یُلَاقِیْکُمْ ہے اور قَبْرِہٖ مَا یَاْمَلُ مِلَّتِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ ہے۔

لغات: اس صورت میں مِلَّتِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ لغوی معنوی ہے اور قَبْرِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ لغوی معنوی نہیں ہے بلکہ لغوی معنوی نہیں ہے۔

اہم رضی اور دیگر نواۃ کا مذهب ہے:

ان کے نزدیک مِلَّتِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ قَبْرِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ ہے کہ عامل میں یعنی مِلَّتِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ قَبْرِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ ہے۔

لغات: اس صورت میں مِلَّتِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ قَبْرِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ ہے کسی کا عامل بھی معنوی نہیں ہے بلکہ وہ لغوی ہے اور قَبْرِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ قَبْرِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ ہے۔

وَأَصْلُ الْمُتَلَذَّاتِ التَّقْوِیْمُ

نظا اصل کے بہت سے معنی ہیں (۱) بنیاد (۲) اچھوت (۳) قاعدہ کلیہ (۴) بہترین (۵) مناسب (۶) پیمائش (۷) لفظ (۸) کس معنی میں مستعمل ہے؟

تشریح: نہ لفظ مَا یُلَاقِیْکُمْ نہ لفظ قَبْرِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ قَبْرِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ مستعمل ہے۔

مِلَّتِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ کیا ہے؟

جستہ: یہ کہ اگر کلمہ صانع نہ ہو تو مِلَّتِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ قَبْرِہٖ اَوْ مَا یَاْمَلُ لفظاً مقدم



مبتدأ اور کمالہ فیہ یہ مقدم یعنی اصل اس وجہ سے ہے۔

سوال

مبتدأ اور کمالہ فیہ یہ مقدم یعنی اصل اس وجہ سے ہے کیونکہ مبتدأ اور کمالہ فیہ  
دلائل کرتا ہے اور فیہ مبتدأ کے احوال میں سے کہیں حال پر دلائل کرتا ہے اور  
ذات اور احوال ذات پر مقدم یعنی اس وجہ سے مبتدأ اور کمالہ فیہ یہ مقدم یعنی اصل ہے۔

جواب

فقہی ایہ نہ دینے کے جو ان اور مابینہما فی الخالد کے مختلف ہونے کا کیا ہے۔

سوال

مبتدأ اور میں اصل مقدم یعنی اس وجہ سے فقہی ایہ نہ دینے کا کیا جائے ہے کیونکہ  
فی الخالد کے فیہ نہیں کا معنی نہ دینے کے جو کہ نہیں سے مؤنس لقا ہے لیکہ فقط  
لفظاً کیونکہ رتبہ لقا نہ دینے کا مقام پہلے ہی سے کیونکہ مبتدأ اور کمالہ فیہ یہ مقدم یعنی اصل ہے  
یہ لقا اس طرح افعال قبل الذکر لفظاً لایم آیا جو کہ جائے ہے اس وجہ سے یہ  
مثال جائے ہے۔

جواب

رتبہ سے مراد کہ مبتدأ اور کمالہ فیہ یہ پہلے ہوتا ہے جبکہ مابینہما  
فی الخالد میں افعال قبل الذکر لفظاً اور رتبہ لقا نہ دینے کا مقام پہلے ہی سے  
اور رتبہ لقا اس طرح کہ فیہ کا مقام مبتدأ کے بعد ہوتا ہے جو کہ یہاں متفق  
ہے اس طرح افعال قبل الذکر لفظاً اور رتبہ لقا نہ دینے کا مقام پہلے ہی سے  
اس وجہ سے دوسری مثال مختلف ہے۔

سوال

کیا مبتدأ اور کمالہ فیہ واقع ہو سکتا ہے۔

سوال

مبتدأ اور میں اصل یہ ہے کہ مبتدأ اور کمالہ فیہ یہ لکھنا کہ خبر فیہ میں ہے  
دلائل کرتا ہے اور کلام میں ایہ مطلوب بات ہے لکھنا کہ خبر فیہ میں ہے  
اور مطلوب بات کا حکم امور معینہ پر ہی لگتا ہے اور میں خبر خبر  
مبتدأ اور کمالہ فیہ یہ خبر فیہ یعنی اصل ہے۔

جواب

یہاں جب تفہید کے طریق ہیں (میں) اس طرح ہوتا ہے تفہید  
مبتدأ اور کمالہ فیہ یہ خبر فیہ یعنی اصل ہے۔

نکات و ما معکم اشتراک کم یو بلاتلح و د و معرفہ کہ قریب بے بیانات

جیسے: مثلاً: انا و افرمان و کعبہ مؤمنین غیر مؤمن مشرک

اس (ا) میں عید نکات (ا) میں ہم تھا بعد کہ جو دنا و ما فریب

کہ شام و ایلین جب "عید" کو "مؤمن" و "مؤمن" بنایا "عید" میں

تفہیم (ا) یو گو کہ "عید" سے "عید" مؤمن "ا" سے لفظ "عید" میں

"مؤمن" تفہیم کہ پانے جائے کا وجہ سے "عید" کہ مبتداء اول "عید" کو

بنا دنا دست سے اس (ا) ذکر عید سے کہ مبتداء اول "عید" کو

دوسری مثال: کس امر و کما قول اذ فی الدار اہم اہم

اس (ا) میں "عید" کہ مبتداء اول "عید" سے کہ "عید" میں تفہیم سے کہ

یہ ملامت کے والدیہ بعد جانتا ہے کہ "عید" میں یا القدر سے "عید" میں

تفہیم (ا) اصل میں (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے

میرکس سے یا "عید" سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے

اس (ا) میں "عید" کہ مبتداء اول "عید" سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے

اس (ا) میں "عید" کہ (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے

نہ (ا) میں "عید" کہ (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے

نہ (ا) میں "عید" کہ (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے

کا نام و نشان بھی نہیں ہے اور حکم یو سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے

سے لفظ اس سے جانے کی کوشش بھی کی جائے گی لیکن اگر معلوم ہے

یہ یا نہیں تو کہہ دیا جائے کہ لفظ اس سے معلوم یو کہ (ا) سے

میں تفہیم سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے

یسری مثال: کس امر و کما قول اذ فی الدار اہم اہم

نہ (ا) میں "عید" کہ (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے

نہ (ا) میں "عید" کہ (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے

نہ (ا) میں "عید" کہ (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے (ا) سے



محکم علیہ نسبت اختیار ہے اس نکر محض سے کو صفت معلوم کا وجہ  
 ہے نکر محض سے کہتے ہیں۔

چوتھی مثال: شَرُّ أَهْلِ ذَا نَبِیٍّ میں شَرُّ نسبتی امر ہے کیونکہ تفسیر میں  
 کا طریقہ تفسیر میں فاعل کی طرح ہے جنہا طریقہ سے فاعل میں تفسیر میں یہاں ہے  
 اسی طریقہ سے لفظ شَرُّ میں تفسیر میں پیدا ہوتی ہے شَرُّ لفظاً مبتداء  
 ہے لیکن معنی فاعل ہے کہ یہ الیسی چیز کے ساتھ محض ہے جس میں چیز کے  
 ساتھ فاعل ہو گا ہے اصل میں یہ عبارت اس طرح ہے أَهْلُ ذَا نَبِیٍّ  
 شَرُّ چوتھ فاعل سے بدل ہے اور فاعل سے بدل معنی فاعل ہی رہتا ہے پھر  
 دس جملے میں شَرُّ کو دوسرے کا وجہ سے مقدم کیا گیا۔

پانچویں مثال: کس سے کیا کہنا۔ فی الثواب قبل۔  
اس مثال میں کہ قبل کہ عید اور بنانا جائز ہے کیونکہ اس میں تفہیم پیدا

یوں ہوگی کہ اس طرح کہ فہم کو مقدم کرنے سے تفہیم پیدا ہوگی اور یہی ہے کیونکہ  
لکھنے میں جب نقطہ فی الثواب کے ساتھ ساتھ کو معلوم ہو جائے گا کہ بعد  
یہی فی الثواب کے بعد آئے گا وہ گھر میں رہے گا اور عید نہ کرے گا یعنی فی الثواب  
کہ بعد عید بھی آئے گا وہ ایسا ہو گا کہ اس پر گھر میں نہ رہے گا اور عید  
لکھنا اور دست بھی لکھنا تو جب قائل نہ فی الثواب کہ بعد کہ قبل کیا لکھنا قبل  
تفہیم پیدا ہوگا اور جب تک کہ میں تفہیم پیدا ہوگا تو لکھنا کو عید اور  
بنانا جائز ہے اس لئے کہ عید سے کوئی نظریہ نہ لکھنا کی وجہ سے  
نکلی عید سے کہتے ہیں۔

چھٹی مثال: کس سے کیا کہنا۔ سلام علیک

اس مثال میں سلام علیک لکھنا کو عید اور بنانا جائز ہے کیونکہ اس میں  
تفہیم اس طرح پیدا ہوگی کہ سلام علیک میں سلام کی نسبت ہے اور  
سلام کا مراد عید ہے اس وجہ سے اس میں تفہیم پیدا ہوگی کہ عید کے سلام علیک  
کے اصل سلام علیک ہی پر یہی فعل کو عید لکھنا یا اور سلام علیک کے عید  
کو دفع ہے اس وجہ سے عید لکھنا کو عید کا اصل عید ہے کیونکہ عید کا معنی  
و فی جملہ اسمیہ میں یہی ہے کہ لکھنا کہ قائل نہ سلام علیک کہ جگہ سلام علیک  
(سلام علیک) میں قبل لکھنا کیا اور سلام علیک ہی سلام علیک کے قائم مقام ہے  
اور سلام علیک میں سلام علیک کی طرف نسبت ہے اور سلام علیک کا مراد عید ہے اس وجہ سے  
سلام علیک میں تفہیم پیدا ہوگی کہ عید اور بنانا جائز ہے یہی لکھنا  
عید سے لکھنا حکیم کا وجہ سے ہے۔

یہ تمام نو آفتاب کے ایک نئے عید ہیں تفہیم پیدا ہو جائے گا اس عید اور بنانا  
جائز ہے۔

یہ تمام نو آفتاب کے ایک نئے عید ہیں تفہیم پیدا ہو جائے گا اس عید اور بنانا  
جائز ہے۔



بن سکتا ہے۔  
 اسی وجہ سے یہ مثال کَوْنَبِیْنِ اَنْقَضَ الشَّامَةُ اس میں کَوْنَبِیْنِ کو  
 جبتدایہ بنا نا جائز ہے کیونکہ اس میں فاعل کے لئے کہ مخاطب کو بھی بتا دے کہ  
 لَوْ شِئْتُ مَا عَلِمَ حَاصِلِ یُوْجَاہُ کیونکہ پہلے اسے علم نہ تھا۔  
 اسی وجہ سے یہ مثال زَجَلٌ قَالِمٌ ہیں زَجَلٌ کو جبتدایہ بنا نا درست  
 نہیں کیونکہ اس میں فاعل نہ نہیں ہے کیونکہ مخاطب کو پہلے ہی زید کے قیام  
 کا علم حاصل تھا۔

[illegible]

مذاہب کا فیہ نہ حتن میں (جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کی مثالیں) فک کر کے یہ  
بتا دیا کہ فبہ جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ سے ملتی ہے لیکن مذاہب کا فیہ نہ  
حتن میں نظر کی مثال دیکھیں کہ بتا دیا کہ فبہ جملہ ظرفیہ بھی سے ملتی ہے۔

مواجب کا فیہ نظر ایک مثال دیکھ لیں یہ بتایا کہ قسب جملہ نظریہ ہو  
 ہو سکتی ہے یہ اعلیٰ ہے کہ نظریہ یعنی کی صورت میں فعل متحرک نہ ملتا

سے لگا دینا کہ جملہ ظرفیہ جملہ فعلیہ ہی ہو گیا۔ اور جملہ فعلیہ کا فہرستہ متن  
 میں مذکور ہے لہذا اعتنا فرما کر تفسیر سے ادا۔

اندر مثال: جملہ مستقل بہ تنفس ہو تا ہے کیونکہ جملہ ملام تمام ہو تا ہے۔ اس وجہ  
 سے جملہ اپنے والد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے (بیطریقہ کرنا) نہیں چاہتا۔

بہر حال جملہ ہی لگا اس میں کسی چیز کا سودنا نہیں ہے۔

جب فہرست جملہ ہو لگا جملہ میں (جو کہ مبتداء کی فہرست بنادیا ہو) عائد ہوا ہوتا  
 ہوتا ہے جو کہ مبتداء کا فہرست کے ساتھ بطریقہ کرنا ہے۔

عائد کی چند صورتیں ہیں:

(۱) عائد یا القہر فیہ ہو گا جیسے: زَيْدٌ أَبُوهُ قَاتِلٌ زَيْدٌ تَمَّ الْجَدُّ  
 ان دو لفظ مثالوں میں (الجدُّ) کی فہرست عائد ہے۔

(۲) عائد یا القہر فیہ ہو گا جیسے: نَعَمْ الشَّيْءُ زَيْدٌ (اس مثال  
 میں الشَّيْءُ) کا القہر فیہ عائد ہے۔

(۳) فہرست جو کہ اللہ تعالیٰ کرنا ہو عائد ہے جیسے: الْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ  
 اس میں دو سال الحَاقَّةُ عائد ہے اس کی جگہ ہا ہی آنا چاہیے تھا۔

(۴) جب فہرست مبتداء کا تنفس ہو لگا ہو عائد ہے جیسے: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ  
 اس مثال میں اللہ کے لفظ جملہ بعد اس میں نشان ہوا کہ تنفس سے جو کہ  
 عائد ہی ہے۔

نہایت قریب قریب سے عائد کہ مذکورہ جملہ معدولہ میں سے کسی  
 عائد کہ مذکورہ جملہ میں سے ہے۔

نہایت قریب قریب سے عائد کہ مذکورہ جملہ معدولہ میں سے کسی  
 عائد کہ مذکورہ جملہ میں سے ہے۔



کہ وہاں کئی جہان ہیں۔ یہ ہے: **الْبَيْتُ الْمَقْدِسُ**۔ یہ وہاں ہے جہاں یہ اصل میں  
**الْبَيْتُ الْمَقْدِسُ** ہے۔ یہ وہاں ہے جہاں یہ اصل میں  
**الْبَيْتُ الْمَقْدِسُ** ہے۔ یہ وہاں ہے جہاں یہ اصل میں  
 ان دونوں مثالوں میں ہمیں کہ وہاں کئی جہان ہیں۔ یہ ہے کہ وہاں  
 کہیں یہ جہان ہے۔ یہ وہاں ہے جہاں یہ اصل میں  
 یہ وہاں ہے جہاں یہ اصل میں

جب قریب طرف واقع ہو چکا ہے طرف زمان سے ماطرف مکان سے یا جان فخر و پسند  
لحاظ امور و امور میں فعل کو مقدار نہ لایا گئے یا اسم فاعل کو مقدار نہ لایا گئے  
اختلاف جمع و لایق جمع میں کرے

یہ ہے اور اور کو فیصلہ کر کے اس بات میں اختلاف ہے کہ قنب کے طرف سے اور  
کی صورت میں فعل مقدار نکلے گا یا اسم فاعل مقدار نکلے گا

۱۲۔ لیو۔ رائیگات صہیب :

جس کے ظرف سے لے کر صورت میں فعل مقدار تک ملے گا  
 مثال :- (۱) فعال کہ مقدار تھا لے کر صورت میں رہا قیاسی جملہ بنے گا  
 کیونکہ اگر اسم فاعل مقدار تھا لیا کہ لے کر قیاسی جملہ بنے گا  
 (۲) بی ظرف قیاسی سے لے کر فعل مقدار تک ملے گا کیونکہ ظرف کے لئے عامل ضروری  
 ہے اور عمل میں اصل فعل ہے لے کر اسم (فعل) مقدار تھا لے کر لیا ہے۔

کو شیونک خاصیت

۔۔۔ ذنب کے طرف سے ہونے کی صورت میں اسم فاعل مقدار ثانیہ مانا  
 آیا۔۔۔ ظرف ذنب بنے گا اور ذنب میں اصل یہ ہے کہ غیر مضاف الی (اور)  
 کیا ہے اصل لافہ نامیا میں رکعتہ ثانیہ۔ اسم فاعل مقدار ثانیہ اور اس سے ہے۔

فہرست جہتداء کے مقدم سے نہ کی و جو درجہ میں ہیں ۔

پہلی صورت : جب جہتداء ایسے معنی پر مشتمل ہو جس کیلئے صدر کلام  
اشارہ کلام فرمائی ہے لہذا اس وقت جہتداء کو فہرست میں مقدم کرنا واجب ہے  
جیسے کہ استفہام کہ ان کیلئے صدر کلام فرمائی ہے جیسے : مَنْ أُولَئِكَ  
مثال میں مَنْ جہتداء ہے جو کہ استفہام ہے اور جس کیلئے صدر کلام فرمائی ہے  
اور أُولَئِكَ مَنْ جہتداء کو فہرست میں ہے ۔

مَنْ أُولَئِكَ مَا مَعْنَى هَذَا الْوَلَدُ أَمْ قَوْلُكَ یَعْنِ کیا ہے تیرا باپ  
ہے یا یہ ۔

دوسری صورت : جب جہتداء صدر کلام والے معنی پر مشتمل ہو لہذا جہتداء کو مقدم کرنا  
اوجہ ہے و واجب ہے تاکہ صدر کلام والے معنی کو صدر الہدایہ (موقوفہ  
و نہ ہو سکے ۔

مَنْ أُولَئِكَ الْوَلَدُ کیا ہے تیرا بیٹا (میں) سیبویہ بعد دیگر نجات و انقلاب  
تشریح کرے گا ۔

باب امم سیبویہ مامدہ بہ ۔

مَنْ أُولَئِكَ (میں) مَنْ جہتداء اور أُولَئِكَ فہرست میں ہے

دیگر نجات و مامدہ بہ ۔

مَنْ أُولَئِكَ (میں) الْوَلَدُ مفرقہ سے نہ کی و جو درجہ میں جہتداء مفرقہ  
اور مَنْ چونکہ صدر کلام کے معنی کو واجب ہے اس وجہ سے فہرست میں مقدم ۔

دوسری صورت : جب جہتداء اور فہرست میں مفرقہ ہے جیسے کہ میں نے کہا  
مفرقہ سے نہ کی یا دو لغتوں مفرقہ میں بل بل نہ ہوں (دونوں نکتہ ہوں) اور دونوں  
میں سے کسی ایک کے جہتداء اور دونوں میں سے کسی کے فہرست میں نہ ہوں نہ ہی نہ ہی نہ ہی  
جہتداء کو فہرست میں مقدم کرنا واجب ہے جیسے : تَذَكُّرُ الْغُلَامِ الْكَلْبِ یہ دونوں  
مفرقہ ہیں اور ہم سے نہ کی و جو جہتداء اور فہرست میں ہے ۔



نہیں ہے۔ جب مبتداء اور فہرہ ہو تو اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 لیکن اگر وہ ایک نکتہ نہ ہو بلکہ دو یا دو سے زائد ہوں تو اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 غلام نے زید کے ہاتھ سے اس کو روک دیا۔ اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 کہ اس میں غلام نے زید کے ہاتھ سے اس کو روک دیا۔ اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

چونکہ اس میں مبتداء اور فہرہ ہو تو اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 فہرہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 زید نے زید کے ہاتھ سے اس کو روک دیا۔ اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

نہیں ہے۔ جب مبتداء اور فہرہ ہو تو اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 لیکن اگر وہ ایک نکتہ نہ ہو بلکہ دو یا دو سے زائد ہوں تو اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 غلام نے زید کے ہاتھ سے اس کو روک دیا۔ اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 کہ اس میں غلام نے زید کے ہاتھ سے اس کو روک دیا۔ اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

چونکہ اس میں مبتداء اور فہرہ ہو تو اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 فہرہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 زید نے زید کے ہاتھ سے اس کو روک دیا۔ اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 کہ اس میں غلام نے زید کے ہاتھ سے اس کو روک دیا۔ اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

نہیں ہے۔ جب مبتداء اور فہرہ ہو تو اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 لیکن اگر وہ ایک نکتہ نہ ہو بلکہ دو یا دو سے زائد ہوں تو اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 غلام نے زید کے ہاتھ سے اس کو روک دیا۔ اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔  
 کہ اس میں غلام نے زید کے ہاتھ سے اس کو روک دیا۔ اس میں مبتداء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔





اذا كان المقدم قبل المبتدأ فيكون ترتيباً منطقياً وليس ترتيباً نحوياً. فلو كان ترتيباً نحوياً لكان المقدم قبل المبتدأ في كل جملة. فلو كان ترتيباً منطقياً لكان المقدم قبل المبتدأ في كل جملة. فلو كان ترتيباً منطقياً لكان المقدم قبل المبتدأ في كل جملة.

و في صورتين: ١- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٢- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٣- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٤- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٥- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٦- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٧- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٨- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٩- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ١٠- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ.

١١- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ١٢- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ١٣- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ١٤- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ١٥- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ١٦- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ١٧- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ١٨- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ١٩- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٢٠- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ.

٢١- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٢٢- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٢٣- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٢٤- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٢٥- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٢٦- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٢٧- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٢٨- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٢٩- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٣٠- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ.

٣١- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٣٢- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٣٣- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٣٤- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٣٥- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٣٦- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٣٧- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٣٨- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٣٩- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ. ٤٠- جب قبل مقدم كمن في جملة مبتدأ.

جیسے: **عِنْدِي اَنْتَ قَاتِلٌ** (اس میں اَنْتَ قَاتِلٌ بتاویں مفعول  
 کس مبتدایہ لہذا تقدیم فی وجہ کیونکہ اَنْتَ قَاتِلٌ اور قاتل  
 لہذا اَنْتَ مفعول جواہر اَنْتَ مفعول لہذا القاتل اَنْتَ قَاتِلٌ اور قاتل اور قاتل  
 غفلت کا وجہ سے مخاطب اَنْتَ قَاتِلٌ سے ہے یا قاتل بتاویں مخاطب سے اَنْتَ  
 قاتل اَنْتَ قاتل

لیا ایک مبتدایہ (مضرب عند) کا ایک سے نہایت فی اسلک سے

جواہر ایک مبتدایہ کا ایک سے نہایت فی اسلک سے لیکن یہ تعدد فی  
 طرح سے ہوگا (۱) تعدد فی لفظ اور معنی دونوں کے اعتبار سے ہوگا  
 (۲) تعدد فی لفظ کے اعتبار سے ہوگا لیکن الفاظ مختلف ہوں گے نہ کہ معنی  
 (۳) تعدد فی لفظ اور معنی دونوں کے اعتبار سے ہوگا اس کا دو قسم ہے  
 پہلی قسم: فی سطر سے متعدد ہوگا جیسے: **زَيْدٌ عَالِمٌ فَزَيْدٌ**  
 دوسری قسم: فی غیر سطر کے متعدد ہوگا جیسے: **زَيْدٌ عَالِمٌ فَزَيْدٌ**  
 (۴) تعدد فی لفظ کے اعتبار سے ہوگا جیسے: **هَذَا اَخٌ لِّهَذَا** یہ اصل  
 میں تعدد فی نہیں ہے بلکہ دو لفظ ایک ہی فی ہیں کیونکہ دو لفظوں کا  
 معنی ایک ہے **عُزْرٌ** (نقص علیہ) اس مثال کو بغیر عطف کے پڑھنا اور اسے  
 بلکہ بعض نحو یوں کہ اس میں تعدد فی کو ہی کہتے ہوئے عطف کو جاننے سے  
 دیا ہے

مثلاً **عَلَيْهِ الرِّمَّةُ** نہ عطف میں بغیر عطف کے تعدد فی کا مثال کو دیکھ  
 کیونکہ **لَا اَبَا لِعَطْفٍ** تعدد فی والی مثال کیونکہ **نَهْزٌ مَرَّضٌ**

تعدد فی بال عطف والی مثال اس لئے کہ نہ **فَرَحٌ** کیونکہ عطف کے  
 نہ یہ تعدد فی نہیں ہے بلکہ اس میں تعدد فی کیونکہ عطف کے نہ یہ تعدد فی  
 نہ عطف ہی نہیں ہے اس لئے تعدد فی بال عطف کا مثال **نَهْزٌ مَرَّضٌ**



سوف کہ ذہن سے نعتیں قبر کے لئے دیا مل قبر متعدد نہیں ہوتا بلکہ  
 ڈبر والا دیوار سے اس قبر کے لقا ایچ متعدد دیوار جا تیس جیسے: "ذین" و "الم"  
 "عاقلاً" ہیں قبر صرف "الم" ہے اور "عاقلاً" قبر کے تابع ہے اور مختلف ہیں قبر  
 کے تعداد کی ہوتی ذکر کر رہے ہیں نہ کہ لقا ایچ قبر کے تعداد کی ہوتی ذکر  
 کر رہے ہیں اس لئے مختلف ہے بالعطف تعدد قبر کی مثال ذکر کر رہے ہیں۔

اس تعدد قبر کو عام لیا جائے یعنی عطف کے ساتھ ہے قبر کا تعداد است  
 دیوار اور بغیر عطف کے بھی در است دیوار لقا مختلف ہے بغیر عطف والی مثال  
 اس لئے ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ عطف کے بغیر تعدد میں فہم ہے جبکہ عطف کے  
 ساتھ تعدد میں کوئی فہم نہیں اس لئے بالعطف تعدد کی مثال ذکر کر رہے ہیں۔

کیا کبھی مہلت اور قبر پر فاء کا دخل کرنا جائز ہے؟

جواب: جب کبھی مہلت اور شرط کے معنی کو مختلف منہ ہو یعنی پیرا در سے کیلئے سبب  
 ہیں حکم لقا یا جائے اس وقت قبر پر فاء کا  
 دخل کرنا اور داخل نہ کرنا جائز ہے اور جب مہلت اور عید کے معنی پر  
 دلالت ماقصد کیا جائے لقا قبر پر فاء کا داخل کرنا واجب ہے اور جب  
 مہلت اور عید شرط کا معنی ہو نہ لقا جائے لقا قبر پر فاء کا داخل مستحب ہے۔

آیت عباد کہ فَمَا يَكُم مِّنْ نَّعْمَةٍ فَمِنَ النَّاسِ قَبِيلٌ مِّنْهَا يَكْفُرُونَ  
 جائز نہیں کیونکہ آیت عباد کہ میں مہلت اور میں شرط کا معنی لینا درست نہیں  
 ہے کیونکہ شرط کا معنی ہے کہ پیرا در سے کیلئے سبب ہو جو کہ  
 میرا نہیں لینا درست نہیں ہے کہ "اس" صورت میں مفعول "فَمَا" کہ جب نہ مفعول  
 کا مفعول لینا قبر میں اللہ عز وجل متین ہو گا حالانکہ جب نہ مفعول کا مفعول  
 از یوں ہو گا عز وجل نہ ہی مہلت ہے لقا اس سے مہلت ہو گا کہ آیت عباد کہ شرط  
 و "فَمَا" آیت دلالت نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں عبادت اقل للعلم ہے دیکھو یہاں پر  
نشر سے مراد یہ ہے کہ پینا جن دو سرے جن کے لیے سبب یا بلکہ نشر  
ہو ان میں سے پہلے جن کا حکم دو سرے جن میں لگانا امر ہے اور اس امر  
آیت میں مذکور ہے کہ بالعلم دست یوں کر ہم پر بسنے والی نعمت  
کی بارش آئے گی جن میں ہمیں بسنے والی ہے۔

و لا ھبتدار جو نشر کے معنی کو ملتفون سے دے اسم ہو موصول ہو گا سکا  
جملہ فعلیہ ہو گا یا اس کا اصلہ جملہ ظرفیہ ہو گا جو کہ فعل کو بتاویں  
میں ہو گا یا لا تفاق اور یہ نشر کہ اسم ہو موصول کا اصلہ جملہ فعلیہ یا جملہ  
ظرفیہ ہو گا بتاویں فعل ہو گا اس وجہ سے کہ اگرچہ کہ اسم ہو موصول  
نہ سنا بیت نشر کے ساتھ متعدی ہو گا کیونکہ نشر صرف فعل ہو گا ہے  
اور اسم ہو موصول کا اصلہ بھی فعل ہو گا لہذا وہ اس میں مشابہت ہو جائے  
گا مثلاً: الذی یبکی یبکی فلان یدہم یہ اس اسم موصول کا مثال ہے  
جس کا اصلہ فعل کے ساتھ ہے۔  
مثال: الذی یبکی فلان یدہم یہ اس اسم موصول کا مثال  
ہے جس کا اصلہ جملہ ظرفیہ ہے۔

و لا اسم جس کا لغت اسم ہو موصول ہو اور جس کا اصلہ جملہ فعلیہ یا  
ظرفیہ بتاویں فعلیہ ہو  
جیسے: قُلْ اِنَّ الْمَوَدَّةَ الذی یفشی فتن ھذہ وَاِنَّہُ فُلَا قَوْلُکُمْ  
ہو موصول لغت  
فشی

و لا ھبتدار جو نہ ہو اور اس کا لغت اسم ہو موصول ہو اور جس کا اصلہ جملہ فعلیہ یا  
جملہ ظرفیہ ہو بتاویں فعل ہو اور و لا ھبتدار اسم ہو اس سے نہ ہو  
فوضو فیہ ظرف غماض ہو جس کا لغت اسم ہو موصول ہو اور جس کا اصلہ جملہ فعلیہ یا جملہ ظرفیہ ہو  
بتاویں فعل ہو و لا ھبتدار نشر کے معنی میں استعمال ہو گا مثال: قُلْ اِنَّہُ  
فُلَا قَوْلُکُمْ یہ مثال اسم نکرہ کی ہے جس کا لغت اسم ہو موصول ہو اور جس کا اصلہ جملہ فعلیہ یا  
جملہ ظرفیہ ہو مثال: الذی یبکی فلان یدہم یہ اسم نکرہ کی ہے جس کا لغت اسم ہو موصول ہو اور جس کا اصلہ جملہ فعلیہ یا  
جملہ ظرفیہ ہو



اس کا تعلق ہے۔  
 مَلَّ غَلَامٌ زَجَلِيًّا سَبِيحًا فَلَمَّا رَدَّ هَمَّ بِمَا لَيْسَ اسْمُ نَكْرَةٍ (مثال ہے جو  
 ایسے نکرہ کی طرف عطف ہے جس کی صفت فعل کے ساتھ ہے۔  
 مَلَّ غَلَامٌ زَجَلِيًّا فِي الثَّارِ فَلَمَّا رَدَّ هَمَّ بِمَا لَيْسَ اسْمُ نَكْرَةٍ (مثال ہے جو  
 ایسے نکرہ کی طرف عطف ہے جس کی صفت جملہ ظرف ہے جو کہ فعل کی  
 قیاد میں ہے۔

ما قبل میں ہوا ہے عباد کہ گزری قُلْ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الْأَخْيَارُ  
مِنْكُمْ جِنٌّ بَطَّاءِہِ جِدَّتِ اءِ عو ج و تیں پھر اس کو کیوں شامل کیا

جواب :- اگر یہ مبتداء حقیقت (نیب) بلکہ قلمًا ہو جو دوسرے کیونکہ صرف  
غشیر و الغزل کے داخل ہونے سے پہلے اُموت مبتداء ہے بقضایہ مثال شامل ہو  
گا۔

کیا ایسا اور کچھ بھی ہے؟

وہ مبتداء میں آیا فبہ پس فاعل کو دیکھ کر خبر کی خبر لگائی ہے یہ خبر اور  
نہی کی خبر مبتداء میں آئی ہے فاعل یوں ہی لگتا ہے مبتداء کو فبہ پس فاعل کو داخل  
کرنا درست نہیں ہے کیونکہ لیتا اور لعل ملائم کہ فبہ پس سے انتہائی  
کی طرف پہنچا کر یہاں جبکہ شرط و نداء میں فبہ جینا مقصود ہے یوں ہی  
اور اہل میں نہی یوں ہی اتفاق ہے تقدیر یہ ہوتا کہ لیتا اور لعل نہیں  
ہے لیتا الخاف یا یتف فلدہ بدھم لعل الخاف فی الخاف فلدہ  
بدھم

منزلہ : اولیٰ قلوب بھی بالانفاق و فساد و فساد سے ماخوذ و قبیح

یہ فعل ناقص اور افعال قلیب بالافتقار (فعل ناقص) اور قول (فعل ناقص) ہے۔  
 ایک ایک پہلے بھی لیتا اور لیتا (فعل ناقص) ہے۔  
 تاکہ یہ بیان ہو جائے کہ وہ (فعل ناقص) ہے۔  
 (فعل ناقص) ہے۔  
 اور یہ (فعل ناقص) ہے۔  
 اور یہ (فعل ناقص) ہے۔

یہ (فعل ناقص) ہے۔

یہ (فعل ناقص) ہے۔  
 (فعل ناقص) ہے۔  
 (فعل ناقص) ہے۔  
 (فعل ناقص) ہے۔  
 (فعل ناقص) ہے۔

### اہم سیبویہ خامدہب:

اہم سیبویہ فرماتے ہیں کہ ان (فعل ناقص) ہے۔  
 (فعل ناقص) ہے۔  
 (فعل ناقص) ہے۔

### الصق قول:

یہ قول یہ ہے کہ ان (فعل ناقص) ہے۔  
 (فعل ناقص) ہے۔  
 (فعل ناقص) ہے۔

### قرآن پاک کی تائید:

قرآن پاک بھی یہ قول کہ (فعل ناقص) ہے۔  
 (فعل ناقص) ہے۔  
 (فعل ناقص) ہے۔  
 (فعل ناقص) ہے۔



اعتدال: ہذا قولوں میں ان اور اللہ کو بھی یقین اور کمال ایک فقرہ ملا دیا کہ ان اور اللہ کا فہم ہوں و قول فاعل سے مراد ہے لیکن مصنف نے یہ قول نفیوں کے قول کو چھوڑ کر صرف اہم سبب یہ کہ قول کو کیوں فاعل کیا

جواب: سبب یہ ہے کہ دیگر نفیوں کے مقابلہ میں ایک مقام رکھتے ہیں اس لئے ان کا قول ذکر کیا اور دیگر دعا کا قول چھوڑ دیا حالانکہ نہ لقا سبب یہ کہ قول قرآن کے معانی سے اور نہ ہی دیگر دعا کا قول قرآن کے معانی سے اس لئے اہم سبب یہ کہ قول بھی مرجع نہیں ہے کیونکہ قرآن فرمایا : وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنْ يُشْرِكُوا فَمَا لَهُمْ

اسی طرح ایک شعر میں بھی اللہ کا فہم ہے فاعل ہے شعر: فَوَالْمُحْشَرِ مَا بَارَكْتَ قُلُوبَنَا يَا لَلَّهِ وَاللَّيْلِ مَا يَفْئِدُنِي فَنَسُوحًا يَلُوحُنُ شعر کا ترجمہ: اللہ عزوجل کو قسم میں تم سے تمہاری دشمنی کی وجہ سے جدا نہیں ہوا لیکن جو دیکھ رہا ہے وہ لقا ہو کر رہے گا اسی شعر میں اللہ کا فہم فاعل ہے فاعل ہے

کیا حقیقت اور کو خدا فاعل بنا جائے گا

جواب: جہاں جلتا اور قرینہ لفظیہ یا عقلیہ کے قیام کے وقت خدا فاعل بنا جائے گا جیسے: جب پانچ دیکھنے والا دیکھ دیکھ کر اپنی آواز بلند کرتے ہوئے کہے: اُولَئِكَ فَاعِلٌ۔ یہاں پر خدا فاعل بن جائے اور قرینہ یہاں پر فاعل ہے کہ





کیا کہیں ذہب کو بھی جو نئی طور پر صدف کیا جاسکتا ہے؟

جواب  
جوابیاں جب ترسینہ قائم ہو اور کواکب چین جنب کے قائم مقام نہ ہوں تو  
جنب کو حذف کرنا جائز ہے جیسے: قَبْرُ بُشٍّ فَإِذَا الشُّبُغُ (اس میں)  
مجموع مذہب کے مطابق) وَأَقْبَتْ قَبْرٌ مَحْذُوفٌ اَوْدَ إِذَا جَوَّالٌ ۲۰  
جنب محذوف وَأَقْبَتْ اِیْلَیْ طَرَفِیْنِ اِمَّا بَعْدَ وَقْتِ اَوَّلِ لِقَائِیْ  
وَأَلْتَمَعِ اِیْوَ اَوَّلِ لِقَائِیْ ۲۱ میں نے ٹھکانے کے وقت میں دو دفعہ اکٹھا ہوا۔

ایک کبھی فیروز و محبوب طور پر خزانہ ہوتی ہے۔

جواب  
جدا یا جب خبر کے حذف پر قریب اور قائم مقام خبر کو حذف شدہ لفظ لفظ اس وقت  
خبر کو حذف کرنا واجب ہے نہ خبر کو حذف کرنا جائز ہے خبر کو حذف کرنا جائز ہے  
جائز لفظ خبر کو حذف کرنا واجب ہے اس کے خلاف صریح ہے

پہلی صورت : جب مبتداء لفظ کے بعد لفظ فی کے بعد نہ ہو تو یہ صورت  
جیسے : لَعَلَّكَ ذِيحَا لَمَّا كَانَ لَعَلَّكَ اس کی تفسیر یہ ہے عبادت اللہ نہ کرے تو حق تعالیٰ  
لَمَّا كَانَ لَعَلَّكَ ایساں لَعَلَّكَ آیا ہے جو کہ اللہ در نہ ہو کے وجود اللہ و شاہ  
لَمَّا كَانَ لَعَلَّكَ کے اختراع کیلئے آیا ہے لَعَلَّكَ لَعَلَّكَ لَعَلَّكَ وجود اللہ ہے پس دلالت کرتا ہے  
یہاں پر مَوْجُوْتُ فَبِیْ کَوْنِہِ و کَوْنِہِ کہ تاویب ہے کیونکہ قسبہ اورد ق ائم مقام  
دو لغوں موجود ہیں قسبہ تو یہ ہے کہ لَعَلَّكَ وجود اللہ ہے پس دلالت کرتا ہے  
اس لئے مَوْجُوْتُ فَبِیْ قسبہ ہے اورد لَعَلَّكَ کہ جواب فب کے حذف پر  
ق ائم مقام ہے لَعَلَّكَ اقبل کو حذف کرتا ہے

تفاوت : کذا لای بعد دو ملاحظه از این معانی نیز که ادبی صورت مییافتند  
کرد و از پس آن نیز افعال عامه مییافتند افعال عامه چارین  
(۱) و بُودَ (۲) کُودَ (۳) میوَرَش (۴) تَفُودَ

[illegible]



(1) جب مبتداء مہدد حقیقی ہو اور فاعل کی طرف منسوب ہو اور اس کے بعد حال ہو۔  
ذہابہ راجلا

(2) جب مبتداء مہدد حقیقی ہو اور فاعل کی بجائے مفعول کی طرف منسوب ہو اور اس کے بعد حال ہو۔  
فرب زینہ ثامنا

(3) جب مبتداء مہدد حقیقی ہو اور فاعل و مفعول دونوں کی طرف منسوب ہو اور اس کے بعد حال ہو۔ چارے ایک سے حال ہو یا دو لغت سے۔  
فرب زینہ ثامنا

(4) جب مبتداء مہدد تافیلی ہو اور فاعل کی طرف منسوب ہو اور اس کے بعد حال ہو۔  
ان جلیست متفر رتی

(5) جب مبتداء مہدد تافیلی ہو اور مفعول کی طرف منسوب ہو اور اس کے بعد حال ہو۔  
ان فرب زینہ ثامنا

(6) جب مبتداء مہدد تافیلی ہو اور فاعل و مفعول دونوں کی طرف منسوب ہو اور اس کے بعد حال ہو۔ چارے ایک سے حال ہو یا دو لغت سے۔  
ان فرب زینہ ثامنا

(7) جب مبتداء مہدد ایسا اسم تفیل ہو جو ایسے مہدد حقیقی کی طرف منسوب ہو جو فاعل کی طرف منسوب ہو اور اس کے بعد حال ہو۔

(8) جب مبتداء ایسا اسم تفیل ہو جو ایسے مہدد حقیقی کی طرف منسوب ہو جو مفعول کی طرف منسوب ہو اور اس کے بعد حال ہو۔  
الشر فرب زینہ ثامنا

(9) جب مبتداء ایسا اسم تفیل ہو جو ایسے مہدد حقیقی کی طرف منسوب ہو جو فاعل کی طرف منسوب ہو اور اس کے بعد حال ہو۔  
الشر فرب زینہ ثامنا



جب مبتداء اسم تفخیل ہو جو ایسے مصدر دتا ہو یوں کہ طرف مضاف ہو جو فاعل  
 کی طرف مضاف ہو اور اس کے بعد حال یعنی اَفْطَبُ مَا يَلُوقُ نَارَ الدَّهْرِ ثَابِتًا

جب مبتداء ایسا اسم تفخیل ہو جو ایسے مصدر دتا ہو یوں کہ طرف مضاف ہو جو  
 فاعل ہو مفعول کی طرف مضاف ہو اور اس کے بعد حال یعنی اَفْطَبُ مَا يَلُوقُ نَارَ الدَّهْرِ ثَابِتًا

جب مبتداء ایسا اسم تفخیل ہو جو ایسے مصدر دتا ہو یوں کہ طرف مضاف ہو جو  
 فاعل ہو مفعول کی طرف مضاف ہو اور اس کے بعد حال یعنی اَفْطَبُ مَا يَلُوقُ نَارَ الدَّهْرِ ثَابِتًا

فَرَبَّ نَدِيحًا قَائِمًا اس مثال میں کیا خبر مذکور ہے اس میں  
 نَدَاةً مَا جَوَاقِلًا فَرَبَّ نَدِيحًا قَائِمًا

بہر یوں ماضیہ

نَدَاةً یَمْشِ یَمْشِ کہ فَرَبَّ نَدِيحًا قَائِمًا  
 تقدیر ہے عبادت فَرَبَّ نَدِيحًا قَائِمًا اِنْ اَفْطَبُ قَائِمًا پھر  
 قَائِمًا (خبر) کہ موقوف کر دیا جس طرح طرف کہ متعلق است کہ موقوف  
 کیا جاوے جیسے نَدِيحًا یَمْشِ (اس میں طرف کہ متعلق قَائِمًا وغیرہ کی  
 خدمت کیا ہے اس طرح فَرَبَّ نَدِيحًا قَائِمًا اِنْ اَفْطَبُ قَائِمًا پھر  
 کہ موقوف کیا ہے عبادت اس طرح سو گویا فَرَبَّ نَدِيحًا اِنْ اَفْطَبُ قَائِمًا  
 پھر اِنْ اَفْطَبُ قَائِمًا کہ حال میں عامل تھا اس کے ساتھ موقوف کر دیا  
 اور حال کو طرف کے قائم مقام کر دیا کیونکہ حال میں ظرفیت کا معنی پایا جاتا  
 ہے اور وہ حال کو طرف کے قائم مقام کر دیا کیونکہ حال میں ظرفیت کا معنی پایا جاتا  
 ہے قائم مقام ہو گیا پھر دو لفظ کے درمیان کا واسطہ طرف نکال دیا تو  
 علیٰ تنقیب کے قائم مقام ہو گیا اور قائم مقام کے پانے جانے کا وجہ خبر  
 مضاف کیا

### امام رضی کا موقف :

بہر حال اس کی پیشکش کے لئے تقابلیہ میں تعلقات بنیاد پر ہیں۔  
اس لئے یہ تقابلیہ قابل قبول نہیں ہے بلکہ بے بنیاد قابل قبول اور  
لاہول ہے وہ لا تقابلیہ نہیں ہے۔

شریعت زید قائمہ کی تقدیری عبادت دو طرح سے فعل سبقت ہے۔  
(1) جب قائمہ کو فعل سے حال بنانے کا ارادہ ہو تو تقدیری عبادت شریعت  
زید ایلایسنی قائمہ ہوگی جس کا وہی ہے (2) جب قائمہ کو فعل سے  
حال بنانے کا ارادہ ہو تو تقدیری عبادت شریعت زید ایلایسنی قائمہ ہوگی  
جس کا وہی دو لغزوں سے ہے (3) ایلایسنی کی مسموعہ ہے کہ قائمہ  
حال کیلئے فی الحال ہے اس کا حذف کیا گیا ہے قیام قریبہ کے وقت فی الحال کو  
حذف کرنا جائز ہے جیسے : الذی فریت قائمہ زید اس مثال میں قرینہ ہے۔  
فی الحال کو حذف کرنا کیونکہ فی الحال اس پر دلالت کرتا ہے جو کہ فیہ ہے  
الذی یلزم فیہ لیلۃ لغزینہ حال پر ہو گیا کیونکہ عقل حکم لگا رہی ہے کہ زید  
یوم فی الحال ہے یہ حال یلایسنی سے فی الحال کو حذف کیا نہیں گیا لیسنہ کو بھی  
حذف کر دیا جو کہ ہیئتہ کی خبر اور حال میں حاصل تھا اس کو حذف کر کے حال  
کو اس کے قائم مقام کر دیا جس طرح : الذی فریت قائمہ زید اس میں یوم  
کو حذف کر دیا اس طرح یلایسنی کو حذف کر دیا اور ذیہ کے قائم  
مقام کر دیا اور قائم مقام کے پانچ جائزہ کی وجہ سے ذیہ نہیں بن سکتا ہے۔  
صاحب رضی فرماتے ہیں کہ اس تقابلیہ میں غلبہ رکھتے تعلقات بنیاد پر ہیں۔  
لا حدیث ہے۔

### کو نہیں کا موقف :

شریعت زید قائمہ کی تقدیری عبادت شریعت زید  
قائمہ قابل ہوگی اس صورت میں ان پر دو اعتراضات درج ہیں۔  
اعتراض نمبر 1 : شریعت زید قائمہ کی تقدیری عبادت شریعت زید قائمہ  
حاصل ہونے کی صورت میں ہیئتہ کی خبر کو بغیر قائم مقام کے حذف  
کرنا "زم" کے خلاف ہے۔

اعتبار نفی 2: اس صورت میں مبتداء کا مقید کرنا لازم آئے گا یونکہ حال  
ایک مقید ہوتی ہے جبکہ مبتداء اس کے استعمال میں وہ مقام پر نہ لالت کرتی ہے  
لہذا حال کو مبتداء کے متعلق بات میں سے بنانے کی ضرورت میں مبتداء اور ضم  
کو حال سے مقید کرنا لازم آئے گا۔

امام افغانی / اعظم :

و لا فبہ جیسے قائم مقام حال کے وہ فبہ ایسا ہے کہ  
 ہے جو صاحب حال (نہ والی حال) کے طرف مفقود ہے جیسے: فربہ زیداً امرہ زیداً  
 فبہ ذوالحال فبہ ذوالحال

الحياة فامضه

فَرِحْتُ زَيْدًا أَوْ لَيْمًا (میں نے زید یا لیم سے محبت کی ہے)  
 جس کو کہو وہ فہریدہ (یعنی محبت کی) قسم ڈالے گا کہ وہ اس وقت محبت کرے گا  
 کہ میں (میں) ہو گا کیونکہ اس وقت فَرِحْتُ زَيْدًا أَوْ لَيْمًا (میں نے زید یا لیم سے محبت کی ہے)  
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ

تیسری صورت:

پس وقت عیدتداء جسد کا قفس مقرر نہ تھا کہ عیناً کون سا محل ہو  
اور اس قفس میں دوا بمقتضیٰ حق کہ خود بعد کسی نشو و نما کا اگر ایسی نواہی  
معدت میں خذف قفس جائز نہیں بلکہ واجب ہے جیسے: **قُلْ لَا تُبَايِعُوا مَن يَدْرِكُ**  
**اِسْمَ اٰلِ اٰدَمَ** وقت قفس کا خذف اگرنا واجب ہے قرینہ یہ ہے کہ وقت  
قفس خذف مقتضیٰ وقت پس حالات کر رہا ہے اور معطوف **فَيُدْعَانِ** کو  
قفس کا جگہ میں قائم کیا یعنی معطوف قفس کے قائم مقام ہے اور قرینہ اور  
قائم مقام کہ وقت خذف قفس واجب ہے لہذا قفس کا خذف کر دیا۔

پہلے تھی سو رہتی :-

یہ وہ ہے جو حق تعالیٰ نے اسے (جیسے) کہ نہ یہ خدا قسم تعارف ہوا اور  
خبر قسم بعد لفظ خبر و ابجد جیسے : اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا فَعْلَکَ کَذَا یہ مثال



مکہ میں رہا۔ اسی وقت کہ وہ مکہ سے واپس آیا تو اس نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے وہاں ایک عجیب سی چیز دیکھی ہے۔ اس نے کہا: کیا چیز؟ اس نے کہا: ایک ایسی چیز جو اس وقت تک دنیا میں نہ آئی تھی۔ اس نے کہا: کیا چیز؟ اس نے کہا: ایک ایسی چیز جو اس وقت تک دنیا میں نہ آئی تھی۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهِمْ وَنُسُلِهِمْ غَافِلِينَ

جو یہ نغمہ رکھ اور نغمہ رکھ ایک ہی جگہ ہیں یہ اس لئے نغمہ رکھ لائے  
جس کو وقت امتحان نہیں بنتا۔

میں نے لام قسمیہ پر دو کتابیں لکھیں مذکورہ مثال میں لام قسمیہ مفتوحہ ہے۔

ج۔ یہ رسم قلعہ علیہ فجر و نہروں قیامے اور کلاں قلعہ و سرب میں استقامت و تمکین و ایسا قیامے اور اکثریت  
تذخیرات و انتفاع و فائدہ کرتا ہے اور اس کے نام قلعہ علیہ عداوت و تباہی و بیکار و فتنہ

شہید مکتبہ

# فہرِ اِن

74

اِنَّ اَصْدَا سَاكِنَا اَفْوَات كُو فَبَرِ كَب تَقْرِئِي  
هَذَا الْمُسْتَضَا بَعْدَ فَوْتِ هَذِهِ الْقُرُونِ  
جیسے کہ اِنَّ تَحْدَا قَارِئِمْ

مقامات میں سے اِنَّ اَوْدَا سَا كُو اَفْوَات كُو فَبَرِ كَب سے

میں اِنَّ اَفْوَات كُو كَبَرِ كَب سے کیونکہ اَفْوَات كُو كَب (روح کو) یسوی  
میں جبکہ اِنَّ اَفْوَات كُو كَب (روح نہیں) ہے۔

اِنْجَاب شَارِح نے اَشْبَا بِمَا نَعَال كَبَرِ كَب اَفْوَات كُو سے مراد اِنَّ كے  
مشابہہ دیگر حرف ہیں وہاں دیگر پانچ حرف ہیں جو کہ یہ ہیں (۱) اِنَّ  
(۲) اَنَّ (۳) اِلَیَّ (۴) اِلَیْہَا (۵) اِلَیْہَا

مفسر علیہ السلام نے جس طرح مذکورہ بالا فصلوں کو اَشْبَا سے شرح کر کے ایک  
فصل کو دوسری فصل سے جدا کیا ہے یہاں اس طرح کیوں نہ کیا

مفسر علیہ السلام نے یہاں اِنَّ سے اِنَّ اَوْدَا سَا كُو اَفْوَات كُو سے  
کہا کہ اِنَّ اَفْوَات كُو كَب (روح کو) اِنَّ سے اِنَّ اَوْدَا سَا كُو اَفْوَات كُو سے  
نہ کیا۔

مفسر علیہ السلام نے اِنَّ اَفْوَات كُو كَب سے اِنَّ اَوْدَا سَا كُو اَفْوَات كُو سے  
کہا کہ اِنَّ اَفْوَات كُو كَب (روح کو) اِنَّ سے اِنَّ اَوْدَا سَا كُو اَفْوَات كُو سے  
نہ کیا۔

مفسر علیہ السلام نے اِنَّ اَفْوَات كُو كَب سے اِنَّ اَوْدَا سَا كُو اَفْوَات كُو سے  
کہا کہ اِنَّ اَفْوَات كُو كَب (روح کو) اِنَّ سے اِنَّ اَوْدَا سَا كُو اَفْوَات كُو سے  
نہ کیا۔

اس کے ما بعد اسم مفعول کو ذہب دیتا ہے۔ اس طرح حروف مشبہ بالفعل کی  
ذہب کو دفع دیتے ہیں لیکن ترتیب تبدیل کرنے کی کہ فعل متعین  
اپنے فاعل کو دفع اور مفعول کو ذہب دیتا ہے جبکہ یہ حرف اپنے اسم کو ذہب  
اور ذہب کو دفع دیتے ہیں اور یہ ترتیب اس وجہ سے تبدیل کی تاکہ اصل و  
فزع کے درمیان فزاعی ہے۔

هَذَا الْمَسْحُورُ يَقُولُ هَذَا الْمَسْحُورُ

اچ اور اس کے اشتباہات کی غیر ان مروف میں سے کسی ایک طرف کے  
اس کے اسم اور فہم پر داخل ہونے کے بعد دوسری شے کی طرف مائل ہوتی ہے

[illegible]

مہنت کے قول بَعْدُ دُفْعَالِ هَذِهِ الرَّقَبَةِ (پس) دُفْعَالِ سے کہیں گے۔  
 حالت (ما عبادت) بَعْدُ دُفْعَالِ هَذِهِ الرَّقَبَةِ دُفْعَالِ سے کہیں گے۔  
 کرنا دستِ بَیْشِ کیونکہ دُفْعَالِ دُفْعَالِ سے کہیں گے۔

جواب : اس کا جواب شاید حق نے اپنی اس عبارت و المصنفی ایضا قول ہے کہ  
انصر فرب علیہ ما الخ سے دیا کہ مانتا کہ قول میں و قول سے مراد این  
مروفا مشبہ بالفاعل ما اسم او رقبہ یہ وار و لغوی ہے تا کہ یہ صرف اسم  
او رقبہ ہیں ایہ لفظی او ر مثنوی اش ظاہر کریں۔

لفظ انش در ف مشبه بالفعل اپنے اسم کو قلب اور قیاس کردفع دے۔  
مثلاً ی انش مضافی اثر ہے کہ را ن او د اُن جملہ میں تاکید و معنی لاتا ہے  
اور یہ فعل آتھا اور تین جگہ مضاف لائے ہیں، لیکن استعارہ کا  
میان اندیشہ کا ہوا ہے۔



اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ  
 نِسْبِ اِلَيْهِ كَيْوَدْلَهُ قَبْرُكَ اِسْمُ اِسْمُ تَعَاوُنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ  
 اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ  
 اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ

اس کے جواب میں اشارح نے اپنی اس عبارت فلا يَنْتَقِضُ الشَّيْءُ بِمِثْلِ يَنْتَقِضُ  
 فَيَقُولُ اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ  
 اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ  
 اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ  
 اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ اِنْ اَنْدَيْتَ اَيُّوْمُ الْاَوْءِ جِئِي مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ مِثْلَ اَوْنِ

اس اعتبار سے کہ وہ اور جوابات دے گا یہ لکھیں لیکن اشارح نے ان دو  
 جوابات کا رد کیا ہے۔

اس اعتبار سے کہ یہ جواب دینا درست نہیں کہ مُسْنَدُ سے ہمارے ہر اورد  
 مُسْنَدُ سے جو ان میں سے کہ اسماء کی طرف مُسْنَدُ سے لکھنا اس صورت میں مُسْنَدُ  
 کے قائل اَعْدُوْا فُجُوْرًا مِّنْ ذٰلِكَ الْفُرْقَةِ سے اسناد رکھیں (یہاں سے لکھنا) لکن اِنْ  
 گواہ اس طرح کہ جب مُسْنَدُ سے مراد یہ ہے کہ مُسْنَدُ سے گواہ اس کے اسم کی طرف  
 مُسْنَدُ سے اور یہی اَلْمُسْنَدُ بِمِثْلِ اَلْحَقِّ نہیں ہے بلکہ اس سے دیکھیں تمام  
 خبریں نقل جائیں گی لہذا اس طرح ما بعد قید کا یہاں سے لکھنا لکن اِنْ اس لئے  
 یہ جواب قائل قبول نہیں ہے۔

اس اعتبار سے کہ یہ جواب دینا درست نہیں کہ مُسْنَدُ سے ہمارے ہر اورد  
 سے مُسْنَدُ سے لکھنا اس طرح کہ جب خبر جملہ ہوگی تو جملے کو اسم کی قادیلیوں  
 میں سے لکھنا سے تعلقات بعد لکن آئیں گی ان کے لئے یہ جواب دینا نہیں  
 درست نہیں ہے۔



صرف مشبہ بالفعل عمل کرنے میں فعل متعدی کی فرع میں وہ اس طرح فعل متعدی  
 پر ماضی بعد اسم کو رفع دیتا ہے جبکہ صرف مشبہ بالفعل اپنے اسم کو نصب دیتا ہے۔  
 اس طرح صرف مشبہ بالفعل فعل متعدی کی فرع میں وہ اس کا عمل بھی کرتا ہے۔  
 کیا اتفاقاً کر رہا تھا اور۔

فعل متعدی کا عمل اصلی ہے کہ مفعول (فاعل) منصوب (مفعول) پر مقدم ہو اور فعل کی  
 عمل فرعی ہے کہ منصوب مفعول پر مقدم ہو لہذا صرف مشبہ بالفعل کی عمل فرعی  
 ہے نہ بالوقت جب صرف مشبہ بالفعل کی عمل فرعی ہے دیتا ہے اس کے معمول (اسم خبر)  
 میں دوسری (فعل) کو پہلے (اسم) پر مقدم کرنے کا تصرف نہیں کر سکتے جیسا کہ فعل متعدی  
 کے دو لغز معمول (فاعل و مفعول) میں تصرف کر سکتے ہیں یعنی فعل متعدی میں تقدیم  
 کا تصرف کر سکتے ہیں جبکہ صرف مشبہ بالفعل میں تقدیم نہیں کر سکتا۔  
 اس سبب کہ صرف مشبہ بالفعل کا اور جب عمل کرنے کے اعتبار سے فعل سے کم ہوتا ہے۔

لیا کسی بھی صورت میں صرف مشبہ بالفعل کا قب کو اسم پر مقدم نہیں کر سکتے۔

جب قب طرف سے لیا قب کو اسم پر مقدم کر سکتے ہیں قب کے طرف سے لیا قب  
 صورت میں تقدیم قب کہیں اور ہو گا اور کہیں چاہی ہو گا۔  
 (۱) جب قب طرف سے لیا اور اسم مفعول سے لیا تقدیم قب چاہی ہو گا جیسے:  
 اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِمْ

(۲) جب قب طرف سے لیا اور اسم نکرہ سے لیا تقدیم قب چاہی ہو گا جیسے: اِنَّ  
 هَذَا لَشَيْءٌ كَسِيفٌ اور اِنَّ مِنَ الشَّيْءِ كَعَلَمَةٍ  
 قب کے طرف سے لیا صورت میں تقدیم قب چاہی ہو گا کیونکہ طرف سے لیا صورت  
 میں تقدیم طرف سے لیا صورت میں تقدیم قب چاہی ہو گا کیونکہ طرف سے لیا تقدیم  
 نہیں ہو گا۔



# پیر لائی

لائے نفی جنس کی جنس کی تفسیر :-

هُوَ الْمُسَخَّرُ بَعْدَ دَفْعِ لَهَا

جیسے :- لَا نَزَلَ مِنْ قُلُوبِ نَحْلٍ يَنْفُثُ فِيهَا

اس آیت نے فرمایا وہ لا یوں جنس کی نفی کیلئے آیت سے اس کی جنس میں دفع ہوئی ہے  
حالانکہ جنس کی نفی والی ہے جیسے :- لَا نَزَلَ مِنْ قُلُوبِ نَحْلٍ فِي الدَّارِ پیارا جنس کی نفی کیلئے کہ کوئی  
میں نہیں ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ عورت کی تخلیق کا سبب یہی ہے کہ  
کہ عورت سے عورت پیدا ہوئی ہے :-

اس کا جواب اشارت نے آیت لِنَفْسٍ مِّنْهُنَّ سے دیا کہ لائے نفی جنس سے مراد یہ  
نہیں کہ جنس کی نفی ہو رہی ہے بلکہ نفی کی نفی کیلئے کہ آیت ہے جیسے :-  
لَا نَزَلَ فِي الدَّارِ مِلْءٌ یہ میں نہیں ہے کہ کوئی میں نہیں ہے بلکہ یہ فراق ہے کہ  
گھر میں کوئی میں نہیں ہے لہذا جنس کی نفی نہ ہو رہی ہے :-

هُوَ الْمُسَخَّرُ بَعْدَ دَفْعِ لَهَا

لائے نفی جنس کی جنس کی تفسیر :-

لائے نفی جنس کی جنس کی تفسیر :-

فہرست نویسی :-

مختلف کہ قول الْمُسَخَّرُ کو معنی لفظ جنس شمس دیکھ لفظ مکان

مستند اور حقیقت کی جنس کو شامل ہوتا ہے لیکن مختلف کہ قول بَعْدَ دَفْعِ لَهَا سے  
یہ لائے نفی جنس کی جنس کے علاوہ دیگر تمام جنس میں نفی کیلئے کہ اگرچہ  
اسے ازواج مختلف کہ ہو تو یہ لیکن لائے نفی جنس اس میں داخل نہیں ہوگا :-

انوار میں :- بَعْدَ دَفْعِ لَهَا میں وہ قول سے مراد یہ ہے کہ وہ جنس جنس میں  
یہ جنس جنس میں ہے کہ لائے نفی جنس اس میں داخل نہیں ہوگا :-

# سلفی الجہنم

80

مقتول الشہداء (یعنی مقتول) ایضا اسم کو نصب اللہ فیہ کو رفع ہے۔  
مقتول الشہداء جملہ میں (یعنی) کہ مقتول پیغمبر کے

الذین یفربون البؤة (میں یفربون البؤة) کہ الذین یفربون البؤة کی فرب بئانا  
مستند نہیں ہے کیونکہ فرب کا تعلق اسم سے اسناد کے ذریعے ہو تا ہے وہ اس  
طرح کہ فرب کی اسناد اسم کا طرف سے ہے والہ فرب پیش کردہ مثال میں یفربون  
کی اسناد البؤة کی طرف سے ہے۔

یفربون کی اسناد ان کے فرب البؤة کی طرف سے ہے لیکن اس لیے کہ  
یفربون البؤة کی اسناد اسم کی طرف سے ہے لیکن اس لیے کہ اسناد اسم  
کی طرف سے ہے لیکن اس لیے کہ اسناد اسم کی طرف سے ہے۔

مقتول الشہداء (یعنی مقتول) ایضا اسم کو نصب اللہ فیہ کو رفع ہے۔

مقتول الشہداء (یعنی مقتول) ایضا اسم کو نصب اللہ فیہ کو رفع ہے۔  
مقتول الشہداء (یعنی مقتول) ایضا اسم کو نصب اللہ فیہ کو رفع ہے۔  
مقتول الشہداء (یعنی مقتول) ایضا اسم کو نصب اللہ فیہ کو رفع ہے۔  
مقتول الشہداء (یعنی مقتول) ایضا اسم کو نصب اللہ فیہ کو رفع ہے۔

مقتول الشہداء (یعنی مقتول) ایضا اسم کو نصب اللہ فیہ کو رفع ہے۔

مقتول الشہداء (یعنی مقتول) ایضا اسم کو نصب اللہ فیہ کو رفع ہے۔  
مقتول الشہداء (یعنی مقتول) ایضا اسم کو نصب اللہ فیہ کو رفع ہے۔  
مقتول الشہداء (یعنی مقتول) ایضا اسم کو نصب اللہ فیہ کو رفع ہے۔  
مقتول الشہداء (یعنی مقتول) ایضا اسم کو نصب اللہ فیہ کو رفع ہے۔

گھر کے باہر تہ سبھی صبا اور لیکن گھر میں سبھی صبا اور نہ رہا یہ مفہوم ظریف کو ظریف کے  
متعلق کرتے ہیں اور ظریف سے دل بنانے کی صورت میں یہ گھر کو لفظ افنیہا کو نہ رہی  
ظریف کے متعلق کہہ سکتے ہیں اور نہ رہی ظریف کی فہم سے دل بنا سکتے ہیں۔

جب فیض کو اپنے ہی ظرف کا مستحق بناسکتے ہیں اور نہ ہی حال بناسکتے ہیں لہذا یہی فیض  
کو دیکھنا خاص کیا ہے۔

جواب !! فَمِنْهَا كَذَابٌ كَرِيمٌ كَذِبٌ مُّؤْتَىٰ لَهُ مَقَالِيدُ الْغَلَابِ (پس اس میں سے ایک کذاب و فاجر ہے جس کو غلبہ کی کھوج دی گئی ہے۔)

پہلا فائدہ : اگر فیتھا کو ذاب نہ کرتے تو مفہوم یہ ہوتا کہ مرث کا کوئی بھی  
غلام سب موجد اور نبی ہے یعنی مرث کے یہ ایک غلام سے ظرافت کی نشانی کا نام آتا ہے  
جو کہ حال و کف بڑے کہ مرث کا کوئی بھی غلام سب موجد اور نبی ہے ایسا ہی نبی ہو سکتا  
لہذا فیتھا کو ذاب کرنے سے غلام ما مفہوم یہ ہوا کہ جو غلام کسی میں پیدا ہوا وہاں میں سے  
کوئی بھی سب موجد اور نبی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے ہذا فیتھا کو ذاب کرنے کا فائدہ

حاصل یہ ہوا :

دوسری بات یہ ہے، فیثما چونکہ لایۃ ثقیلہ میں کیا چیز ہے اس لئے فیثما ذکر کر کے  
اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ لایۃ ثقیلہ میں کیا چیز ہے اس لئے یہاں ذکر کیا گیا ہے۔  
اگر غیبی نظر بھی یہاں سے ملتا ہے۔

یہ لایے تھے ہینا کی قیب و زوف سے بلکتی ہے اگر سنا ہے تو زوف کو جانے  
یہ یا فوج ہے۔

دب ذہن اور خیال عامہ ہیں جس سے یوں یعنی ہو جاتا ہے، دھواں، شہوت، کافور میں  
 لگا کر لڑتے لڑتے ذہن (ذہن) کو ذہن کثیف مقامات پر فضاقت یوں قہ سے کیونکہ  
 ذہن اور خیال عامہ پر دلالت کر رہے ہیں۔ کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (اس مثال میں)  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ذہن محض و خالص ہے کیونکہ ذہن اس پر دلالت کرتا ہے جس سے کہ  
 اس سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو توحید انبیاء کے لئے ہے لہذا اس سے سمجھنا چاہئے کہ  
 کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو توحید خدا اور جود نہیں ہے۔



بنوا تمییم ما عدا قنا :

بنوا تمییم لائے نفی جہش کی کہ فیہ کو ثابت نہیں کرتے ہیں :

بنوا تمییم کے اس قول سے دو مراتب یہ ظاہر ہوتے ہیں :

پہلی مراتب : بنوا تمییم کے نزہیک لائے نفی جہش کی فیہ لفظوں کا حیا ذکر نہیں ہوتا بلکہ خلاف ہوتا ہے کیونکہ ان کے نزہیک فیہ لائے نفی جہش کو خلاف کرتا ہے :

دوسری مراتب : بنوا تمییم کے نزہیک لائے نفی جہش کی فیہ نہ لفظاً ہوتا ہے اور

نہی لفظاً پہلا ہوتا ہے یعنی ان کے نزہیک لائے نفی جہش کیچہ نہیں ہے بلکہ لائے

نفی جہش والے اسم فعل بمعنی انشغی ہے ۔ جیسے : ذَا اَیْلَ وَ ذَا مَالٍ مِیْلَ

بمعنی انشغی ہے اور اس کے ما بعد اسم کا مفعول ہوتا ہے لہذا اس کی تقدیر عبارت

اس طرح ہوتی : اِنْشَغَى الْاَنْعَامُ وَ اِنْشَغَى الْحَالِ اس میں خبر نہ لائے کی کوئی ضرورت

نہیں ہے :



در الدنیا والآخرۃ .

مؤلف العظیم الشان محمد رفیع اور لاکھ بھونڈے اسم فانی مثال کیوں  
لیکھ رہے ہیں

وَصَلَّى عَلَيْهِ الرَّسُولُ مَا زِلْتُمْ تَحْتَ أَيْجَالِهِمْ زَيْدٌ مَوْضِعُ اسْمِ لَدُنَّ كَيْدٍ نَكَبٌ مَسْكَ إِلَيْهِ  
مَعْنَى اسْمِ يَسِيدٍ كَمَا فِي مَوْضِعِهِ يَدُ اِدُدٍ لَدُنَّ قَبْلِ أَفْضَلٍ مِمَّا لَدُنَّ هَبِ زَيْدٌ نَكَبٌ اسْمُ  
الَّذِي لَدُنَّ كَيْدٍ نَكَبٌ لَدُنَّ هَبِ اَوْ هَبِ نَكَبٌ اسْمُ يَسِيدٍ حَاقِلٌ يَسِيدٌ تَابَ جَبَلُهُ مَا تَقَرَّرَ مَوْضِعُهُ  
وَوَلَدَانِ يَسِيدٍ حَاقِلٌ يَسِيدٌ تَابَ

۱۲۱ فرمایا کہ لا کرب بعد ذلک ایہا الذی لا یؤمن قلبہ کہ میں نے تم سے عمل کرتے ہوئے

چونکہ مسخالیہ میں اہل یر نے کہ وہ جعفر سے لفظ اہمستف علیہ المرتبہ نے اہل  
کندک (ایلاود فرج) چھوڑ دی لفظ ایہ وہم فتم یہ گیا۔  
جبکہ لادکا مثلاً امین شہ (فرج) کہ فاس کیا لکھتے (وجہ بیان) کہنے کا وجہ  
تھا جو کہ ستارح نے یہاں کر کے لکھا کہ لکھتے ہیں عمل کرتے ہیں لکھتے ہیں  
علیہ السلام نے یہاں (میں) میں نے اور لکھتے لکھتے۔

النوف

لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ مَا هُوَ وَنَكُنْ فِي يَدَيْهِ لَكُنْ مِنْ عَمَلِكُمْ

سید سید اہل جہان کی لغت تھی

یہ سب اہل جہان کی لغت تھی  
جبلہ بنو تمیم کہتے ہیں کہ ما اور لکھ کر دے  
کہ اسم اور فہرست اس طرح مرتب ہوئے ہیں جیسا طرح ما اور لکھ کے داخل  
ہوئے ہیں یہی مرتب ہوئے تھے

راجہ وصال : راجہ بقول اہل حجاز و فارس کیونکہ قرآن اہل حجاز و فارس



مختلفہ مکا اور مکہ میں ہے کسی کو یہی فیس دیا عمل نشا فرمے

یہاں پر لکھا ہے کہ میں نے (قلیل) الا ستقامۃ الخیر جبکہ ما حین کیسے ما عمل نشان نہیں ہے۔  
کیسے ما عمل ان حین نشان اس وجہ سے ہے کیونکہ لا کی یسے سے مشابہت کم ہے کیونکہ کوش حال کی نفی کیلئے آتا ہے جمیع کے نزدیک جبکہ لا حال کی نفی کے لئے نہیں آتا بلکہ مطلق نفی کیلئے آتا ہے بخلاف ما کے کہ ما حال کی نفی کیلئے آتا ہے  
اس لئے یسے ما عمل لا حین قلیل اور ما حین اکثر ہے۔

اسی وجہ سے لا کیا عمل سماع پس ہو تو فیکہ منہ سماعی مثالی ہو چوری  
جیسے: شکتی: ہنہ صدقہ ہنہ لیتا ایفلا نا نا ابن القیس لا لہ اس

اس مثال میں کہ مشبہ بلیس کی شبہ خوف و فزع ہو کہ لڑی ہے لفظ (تقدیر) عبادت  
 یہ ہو گی کہ یسوع لڑی اس مثال میں کہ مشبہ بلیس کی جگہ لڑے نفی جنس پڑھنا  
 درست نہیں ہے کیونکہ اگر اس کو لڑے نفی جنس مائیں لقا اے کہ ما بعد اسم کہ یسوع  
 یسوع پڑھنا جائز نہیں ہے مگر ایک صورت میں لڑے نفی جنس کہ اسم کو منع  
 پڑھنا جائز ہے جب لڑے نفی جنس ملک (دو بار) ایسی ہے کہ لا تَقُولُ وَلَا تَقُولُ  
 اَلَا جَالِیْہِ لَیْسَ دَفْعُ کَوْلَا تَقُولُ حَسْبُہِ لَیْسَ اَلَا تَقُولُ اَلَا تَقُولُ اَلَا تَقُولُ  
 بلیس کو لڑے نفی جنس لیسماں کہ در مدت ابتدا ہے

نوٹ:۔ حد کو دہ جتنی بھی تعریفات ہیں۔ مسئلہ اول مسئلہ اخیر سے

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي هدانا لهذا  
الذي كنا لنهتدي لہ  
والصلاة والسلام على من لا نبي بعده  
وبعد فقد حضر في هذا المجلس  
المعالي السيد محمد باقر الخليلي  
مدرس في دارالعلوم نجف اشرف  
وقد اورد في محاضراته  
في تاريخ الفقه الحنبلية ما يلي

لو کہ اربع کے ذریعے سے اعتقاد بنا کر نادراست نہیں ہے۔ چنانچہ: ذَیْقُ عَلَیْمٌ وَ عَاقِلٌ  
 اس مثال میں عَاقِلٌ ہے اعتقاد بنا کر نادراست نہیں ہے کہ عَاقِلٌ مستند علیوں کے باوجود  
 ذہن نہیں بنا دیا۔ جواب: کیونکہ مستند ہے ایمانی امر بالامداد مستند و دلیل  
 نازلہ۔ بِذَیْقِ عَلَیْمٍ

# المفردات

مفردات علیہ الرحمۃ من مفردات سے خارج ہونے لقا مفردات میں تفرع ہوا کرتا ہے۔

مفردات علیہ الرحمۃ نے مفردات کے بعد مفردات کیوں فرمایا کیوں کہ وہاں مفردات کیوں فرمایا نہ فرمایا۔

مفردات علیہ الرحمۃ من مفردات کے بعد مفردات کیوں فرمایا کیوں کہ وہاں مفردات کیوں فرمایا نہ فرمایا۔

مفردات علیہ الرحمۃ من مفردات کے بعد مفردات کیوں فرمایا کیوں کہ وہاں مفردات کیوں فرمایا نہ فرمایا۔

مفردات علیہ الرحمۃ من مفردات کے بعد مفردات کیوں فرمایا کیوں کہ وہاں مفردات کیوں فرمایا نہ فرمایا۔

مفردات علیہ الرحمۃ من مفردات کے بعد مفردات کیوں فرمایا کیوں کہ وہاں مفردات کیوں فرمایا نہ فرمایا۔

مفردات علیہ الرحمۃ من مفردات کے بعد مفردات کیوں فرمایا کیوں کہ وہاں مفردات کیوں فرمایا نہ فرمایا۔

اشتمال تعریف میں ہوا فمیب کا معنی جمع کیا ہے اور اشتمال کی قسم میں سے کوئی قسم  
ہو گیا ہے؟

جواب: تعریف میں ہوا فمیب کا معنی جمع اللفظی ہے جو اللفظی بات کے ضمن میں  
پایا جا رہا ہے لہذا اضماع قبل الذکر لایم نہیں آیا۔  
اور اشتمال کی ایک قسم اشتمال المعنی ہے علم اللفظی میں یعنی یہ  
علامات قدرت کی حیثیت رکھتی ہیں اور وہ اسم ہو سکتی ہیں۔ حیثیت رکھتی ہیں  
جیسے طرح وہ صرف قدرت کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ علامات اسم کے  
ساتھ ہوتے ہیں۔

یَا الْمُرَاتِي عَلِمَ الْمُفْعَلُ لَيْتَ عَلَامَةٍ كَذِبَ الْإِسْمِ مُفْعَلٌ لَا حَقِيقَةً أَوْ فُلَمَا  
یہ عبارت اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ مُفْعَلٌ لَيْتَ میں یا مفعول

ترجمہ: مفعول لیت کی علامت ہے کہ کوف اسم مفعول ہو چکا ہے  
مفعول فلیت (یوں جیسے)۔ مفعول خبر ہے یا تو یہ مفعول ہو جیسے حال،  
نعمین، عشتی، وغیرہ۔

مفعول لیت کی علامت چار (4) ہیں (1) فَمَنْ يَكُنْ كَيْتُ نَيْدًا  
(2) كَسْرَ جِسْمٍ: رَأَيْتُ مُسْلِمًا (3) أَنْتَ جِسْمٌ: رَأَيْتُ أَبَاكَ  
(4) بَنُو جِسْمٍ: رَأَيْتُ مُسْلِمِينَ رَأَيْتُ مُسْلِمِينَ

اشتمال فمیب کی علامت فمیب کا معنی جمع کیا ہے۔

جواب: فمیب کی علامت فمیب کے معنی جمع ہیں۔ وہ اشتمال ہیں۔  
1. فمیب کا معنی جمع اللفظی ہے جو کہ اللفظی بات کے ضمن میں ہے  
مثلاً: بَنُو جِسْمٍ: رَأَيْتُ مُسْلِمِينَ اور بَنُو جِسْمٍ: رَأَيْتُ مُسْلِمِينَ  
مثلاً: بَنُو جِسْمٍ: رَأَيْتُ مُسْلِمِينَ

2. فمیب کا معنی جمع اللفظی ہے جو کہ اللفظی بات کے ضمن میں ہے



اولہ قمیص قریب سے قریب تر لوثی ہے۔

# المفعول المطلق

ہندو بات میں سے ایک منصوب مفعول مطلق ہے۔

مفعول مطلق کی وجہ تسمیہ:

مفعول مطلق کو مفعول مطلق اس لئے کہتے ہیں کیونکہ  
مفعول مطلق پر یہ فیث، مائد، مائد، قید کے بغیر مفعول کے ہیئت  
کا اطلاق کرتے ہیں (یعنی مفعول مطلق پر کوئی قید نہیں ہوتی) اس لئے  
اسے مفعول مطلق کہتے ہیں۔

بغلاف دیگر مفاسل اور یہ کہ ان مفاسل پر قید لگائے بغیر مفعول  
کے ہیئت کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

یعنی مفعول مطلق کے علاوہ کسی بھی مفعول کو مفعول لغوی نہیں کہہ سکتے  
جبکہ مفعول لغوی کا اطلاق مفاسل نفس پر ہی ہو سکتا ہے۔  
یعنی مفعول لغوی مفعول مطلق کو کہہ سکتے ہیں دیگر مفاسل کو مفعول نہیں  
کہہ سکتے جب تک کوئی قید نہ لگائی جیسے: مفعول فیث، مائد، مائد، لث:

مفعول مطلق کی تشریح اور اس تشریح پر فائدہ ہونے والے اعتقادات  
تشریح کر لیں۔

مفعول مطلق کی تشریح: وَهَذَا مَا فَعَلَهُ قَائِلُ قِيلَ مَنْ كَوَّرَ بِمَعْنَاهُ  
مفعول مطلق ولا اسم سے فعل ماضی کو ماضی سے اور وہ مفعول  
مطلق فعل ماضی کو کہہ سکتے ہیں۔



فعل متعدي ہے۔ کیا چاہیے وہ اسم بھی جو کہ فعل کے معنی میں ہی ہو یعنی (اسم میں فعل کے معنی یا نہ جائیں) جیسے: شاربٌ شرِبَ لَقِیہ تمام مصادر مفعول مطلق کی تصریح میں داخل رہیں گی۔

لیکن اگر ہذا کو رد مفعول متین نہ ہو یعنی نہ ہی فعل ذلیلۃً ہذا کو رد اور نہ ہی حکماً ہذا کو رد اور نہ ہی ایسا اسم ہو جہاں میں فعل کے معنی پائے جائیں لَقِیَ اللہ مصادر مفعول مطلق کی تصریح سے خارج ہو جائیں گے جیسے: الشَّربُ واقعٌ علی ذیہ یہ مثال مفعول مطلق میں شامل نہیں کیونکہ نہ ہی فعل ذلیلۃً ہذا کو رد ہے اور نہ ہی حکماً ہذا کو رد ہے اور نہ ہی کو رد ایسا اسم ہے جو فعل کے معنی میں ہو۔

مَعْنَاہُ کَا فہمیں ماسر جمع ماقبل جو لفظ اسم ہے اس کا طرف راجع ہے اور اسم سے مراد مفعول مطلق ہے جس کا مطلب یہ ہو گا کہ فعل مفعول مطلق کے معنی میں ہو حالانکہ یہ رد ہے نہیں کیونکہ فعل مفعول مطلق سے قیاس دینا (معنی و معنی) نسبت الی الزمان و نسبت الی الفاعل) سے مرکب ہو تا ہے اور مفعول مطلق ہے کیونکہ یہ صرف معنی و وقت پر دلالت کرتا ہے اور مل جز کے معنی میں نہیں ہو تا حالانکہ یہاں سے یہ رہا سمجھ کر آ کر رہا ہے۔

شَارِحٌ نہ فَا لَیْسَ الشَّارِفُ یُحِبُّ الف سہا ہذا جواب دیا کہ مَعْنَاہُ کَا مطلب یہ ہے کہ فعل کے معنی مفعول مطلق کے معنی میں اس طرح مشتمل ہو رہے ہیں۔ مَلَّ مَا اَشْتَمَلُ بِنِہِیہ سے یہ مطلب نہیں کہ اسم اور فعل دونوں کے معنی ایک ہو جائیں۔

بمعناہ کَا قید کَا فَا تَعْلَیہ اس قید سے فَا بَلَّتْ قَا دِیْبَا جیسی مثالیں مفعول مطلق کی تصریح سے خارج ہو چکی ہیں کیونکہ اگرچہ اس کو فعل ہذا کو رد کے ذرا ملنے کیا ہے لیکن فعل کا معنی مفعول مطلق پر شامل نہیں ہو رہا ہے اس لئے یہ مثال مفعول مطلق کی تصریح سے خارج ہو گا۔



اعتبار

مفعول مطلق کی تشریح و فواید غیب سے مانع نہیں کیونکہ یہ تفسیر  
 کہ ہوتا کرتا ہوتا پر بھی صادق آ رہا ہے حالانکہ یہ مفعول اپنے  
 مفعول مطلق نہیں ہے۔

مثال مذکورہ کہ کس وقت کرتا کرتا میں دو اعتبار ہیں۔

(۱) پہلا اعتبار یہ کہ ہوتا فعل مذکور کے فاعل کے ساتھ قائم ہے یعنی فعل  
 مذکور کے فاعل نے ہی کیا ہے اور اسے مفعول مطلق سے ایک فعل مشتق  
 ہے جس کی اسناد فاعل کی طرف گئی ہے لہذا اس اعتبار سے فعل کا معنی  
 مفعول مطلق کے معنی پر مشتمل ہوگا یعنی مشتق اور مشتق ہذا کا معنی ایک  
 ہوگا اسی لئے یہ مفعول مطلق ہوگا جیسے کہ ہوتا کرتا ہوتا

(۲) دوسرا اعتبار یہ اس اسم پر فعل کرتا ہوتا واقع ہے لقب فعل کے بعد  
 اسم دوسرے اعتبار سے لگے گا جیسے کہ کس وقت کرتا ہوتا یہ مفعول  
 ہے ہوگا کیونکہ اس مفعول پر فعل واقع ہوا ہے  
 اس اعتبار سے یہ مفعول مطلق نہیں ہوگا کیونکہ اس اعتبار سے فعل  
 کا معنی مفعول مطلق کے معنی پر مشتمل نہیں ہوگا۔

مفعول مطلق کی تین اقسام ہیں اور مثالیں بھی دیکھیں کہ تین قسم ہیں  
 تشریح اور جمع آتا ہے اور اس میں تین قسم

پہلا مفعول مطلق کی تین (۱) اقسام ہیں (۲) تاکید (۳) تفسیر (۴) عددی

مفعول مطلق تاکید :- مفعول تاکید اس کے لایا جاتا ہے تاکہ  
 بات پر زور دیا جائے اور مفعول مطلق تاکید کی مثال  
 کہ مفعول مطلق تاکید کے مفعول سے زیادہ ہے یعنی  
 مفعول مطلق اور یہ بھی کہ اس کا ایک (مفعول مطلق) کا  
 مفعول مطلق ہے اور یہ بھی کہ اس کا ایک (مفعول مطلق) کا

عین نہیں دیکھتا مگر مالک کہ حق کہ کیلئے فرمادی ہے کہ وہ حق کہ مائیں دیو  
ہو۔ جیسے :- جَلَسْتُ جُلُوسًا میں بیٹھا بیٹھنا۔

مفعول مطلق لفظی :- اگر مفعول مطلق فعل کی بعض اوقات پر دلالت  
کرتا ہے تو وہ مفعول مطلق لفظی ہی ہو گا۔ جیسے :- جَلَسْتُ جُلُوسًا  
میں بیٹھا ایک قسم کا بیٹھنا۔

مفعول مطلق عددی :- اگر مفعول مطلق فعل کم کی تعداد پر دلالت کرتا  
ہو تو وہ مفعول مطلق عددی ہی ہو گا۔ جیسے :- جَلَسْتُ جُلُوسًا میں بیٹھا ایک مرتبہ بیٹھنا۔

نیز مفعول مطلق تاکید (تثنیہ اور جمع میں نہیں آتا کیونکہ تاکید ایسی  
ماہیت مطلقہ ہے جو تعداد سے خالی ہوتی ہے جبکہ تثنیہ اور جمع (ایسا) ماہیت  
پر دلالت کرتی ہے جو عدد کے ساتھ مقید ہوتی ہے یعنی تثنیہ اور جمع عدد  
پر دلالت کرتی ہے اور تاکید عدد پر دلالت نہیں کرتی اس لئے مفعول مطلق  
تاکیدی تثنیہ اور جمع میں استعمال نہیں ہوتا۔

نوٹ :- ایک یہ قول ہے ماہیت مطلقہ اور ایک یہ قول ہے ماہیت مقیدہ  
بالعدد اور تاکید ماہیت مطلقہ ہوتی ہے جبکہ تثنیہ اور جمع ماہیت  
مقیدہ بالعدد ہوتی ہے اور اس لئے مفعول مطلق تاکید (تثنیہ اور جمع میں)  
استعمال نہیں ہوتا۔ اسی لئے جَلَسْتُ جُلُوسًا اور جُلُوسًا میں نہیں کہہ سکتے۔

بہر حال مفعول مطلق لفظی اور عددی تثنیہ اور جمع میں  
استعمال ہوتا ہے کیونکہ یہاں قسم ماہیت مقیدہ بالعدد پر دلالت کرتی ہے  
اور تثنیہ اور جمع بھی ماہیت مقیدہ بالعدد پر دلالت کرتی ہے اس لئے  
تاکیدی قسم میں تثنیہ اور جمع آتا ہے مثلاً جَلَسْتُ  
جُلُوسًا جَلَسْتُ جُلُوسًا (لفظی) جَلَسْتُ جُلُوسًا  
جَلَسْتُ (عددی) جَلَسْتُ جُلُوسًا





ایک فقیر کو مفہول مطابق بنایا جو کہ اسم تفضیل ہے لہذا اس کو  
مفہول مطابق بنانا کیسے درست ہے ؟

اس کا جواب سزا دے نہ اپنی اس بات پر کہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ دیکھتا ہے  
او العفو الیہ الخ سے دیا کہ نہیں کے وہ دیکھتا ہے کہ وہ دیکھتا ہے

[illegible]



حذف فعل واجب نہیں ہے

مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنے کے قیاسی طریقے بیان کرتے ہیں  
ایسے قواعد بیان کریں جیسا کہ قواعد پایا جانے حذف عامل مفعول  
مطلق واجب ہو۔

کیوں مفعول مطلق کو حذف کر دینے والے فعل کو بعداً حذف کیا جاتا ہے  
حذف قیاسی کے طور پر اس کا قاعدہ ملیم معلوم ہوتا ہے کہ اس  
قاعدہ ملیم کا وجہ ہے فعل کو لاد کر حذف کرتے ہیں اس کے کئی  
مقامات ہیں جن میں چند ملاحظہ فرمائیے۔

پہلا مقام: مَا وَقَعَ حُشْبًا يَبْعُدُ نَفْيًا أَوْ مَعْنَى نَفْيٍ عَلَى اسْمٍ لَا يَأْتِيَنَّ قَبْرًا عَنْهُ  
مفعول مطلق مثبت واقع بعد نفع یا معنی نفع کے بعد واقع ہو اور یہ  
نفع یا معنی نفع اسم پر داخل ہو اور مفعول مطلق اس اسم سے کا قیام واقع نہ ہو۔

شرط: - موقع اول میں یہ شرط ہے کہ مفعول مطلق مثبت واقع ہو۔

ثانی مقام: نہ مثبت کی قید کیوں لگاؤں

اس کا جواب اشارت ہے اپنی اس عبارت اُرِيدَ اَشْيَاءُ تَدُلُّ عَلَى تَفْلِيهِ النَّحْلِ سے  
دیا کہ اگر مفعول مطلق مثبت واقع نہ ہو لہذا اس کے مفعول کے فعل کو حذف کرنے  
واجب نہیں ہوگا بلکہ اس وقت مفعول مطلق کے فعل کو حذف کر کے کیا جائے گا  
مَنْذَرٌ يَدُلُّ عَلَى تَفْلِيهِ النَّحْلِ

شرط: - موقع اول میں دوسری شرط ہے کہ نفع یا معنی نفع اسم پر داخل ہو۔

نفع یا معنی نفع کو اسم کے ساتھ مثبت شرط لگا کر کیا گیا ہے



جواب: اشارت ہے اس کو جواب الیٰ اللہ عبادت اِثْمًا قَالْ عَلٰی اِلٰہِ سَمِ لَئِنْ لَعَنَ وَ خَلَّ  
 عَلٰی فَعِلِ الْغ سے دیا کہ نفی یا معنی نفی اسم پر داخل ہو کیونکہ اگر نفی یا معنی  
 نفی فعل پر داخل ہو تو مفعول مطلق کہ فعل کا حذف کرنا واجب نہیں ہوتا  
 جیسے: مَا بَسْرٌ شَرٌّ اَلَّا سَيِّئًا اِثْمًا بَسْرٌ شَرٌّ سَيِّئًا  
 جب نفی یا معنی نفی کے بعد فعل مذکور ہو تو القیہ ہمارے ہفت سے خارج ہو گا

لشروط: وقوع اول میں تیسری شرط یہ ہے کہ نفی اسم پر داخل ہو اور مفعول  
 مطلق اس اسم سے قبل نہ بن گیا ہو

اسم کو اس وقت سے متصف کہنے کا کیا فرق ہے کہ مفعول مطلق اس  
 اسم سے قبل نہ بن گیا ہو

جواب: اس کو اس اشارت ہے اپنی عبادت اِثْمًا قَالْ عَلٰی اِلٰہِ سَمِ دیا کہ  
 اسم کو الیٰ اللہ لفظ سے متصف کہنے کا یہ فرق ہے کہ مفعول مطلق اس اسم  
 سے قبل نہ بن گیا ہو کہ اگر مفعول مطلق اس اسم سے قبل ہو تو مفعول  
 مطلق غائب ہو جائے گا بلکہ مفعول مطلق قبل ہو نہ کہینا اور یہ وقوع  
 ہو گا جیسے: مَا سَيِّئٌ شَرٌّ اَلَّا سَيِّئٌ شَرٌّ سَيِّئٌ

دوسرا مقام: اَقْدَقُ مَكْرًا  
 مفعول مطلق مکر واقع ہو قبل کے مقام پر ہو لیکن مفعول  
 مطلق اسم سے قبل نہ بن گیا ہو

اشارت: یہ ہے کہ کیا کہ مفعول مطلق مکر واقع ہو پس آپ کو ایسی مثال دکھا کر ہے  
 جس میں مفعول مطلق مکر واقع ہے پس بھی اس کا فعل موقوف نہیں ہے  
 اس کی کیا القیہ ہے پس جہاں قلم کر رہا ہے

جواب: اشارت ہے اپنی عبادت فِیْ لَعَنَ اِقْبَلِ الْقُبْرِ عَلٰی اِلٰہِ سَمِ

انج سے دیا ہے کہ اس آیت مبارکہ میں مفعول مطلق اگر چہ مل رہا ہے لیکن  
یہ اسم (الَّذِي) سے مفعول مطلق نہیں بن رہا کیونکہ کُذِّبَ سے پہلے  
جملہ فعل نہیں آ سکتا کیونکہ اَلَّذِي کُذِّبَ کُذِّبَ مَا نَذَرُ الْفَاعِلُ ہے۔

مختلف علیہ الرحمۃ نے ضابطہ اول (مقام اول) اور ضابطہ ثانی کو اُن  
کے ساتھ جمع کیوں کیا حالانکہ دیگر ضوابط میں جملہ فاعل کیا ہے۔

اس (م) کو جدید شارح نے اپنی عبارت اِنَّمَا جُمِعَ بَيْنَ الْفَاعِلَيْنِ انج سے  
دیا کہ دو لغات ضابطوں کو اُن سے جمع اس لئے کیا کیونکہ اسم کے بعد وقوع  
اور مفعول مطلق کے اس اسم سے قریب بننے میں دو لغات ضابطے مشترک ہیں  
اس وجہ سے ان دو لغات کو اُن کے قدرے بیان کیا۔

ہذا کو درجہ ضابطوں کی مثالیں تحریر کریں۔

جیسے: اِنَّمَا اَنْتَ سَيِّدٌ اِنِ مَثَالِ اس ضابطہ کی ہے کہ اس میں مفعول مطلق  
مشتبہ واقع ہے اور مفعول نفی اسم پر داخل ہے اور مفعول مطلق اس اسم  
سے قریب نہیں بن رہا۔ اَمَّا اَنْتَ اَيُّسَيُّسُ سَيِّدٌ  
جیسے: مَا اَنْتَ اِلَّا سَيِّدٌ مَا اَنْتَ اِلَّا سَيِّدُ الْبَرِيَّةِ یہ دو لغات  
مثالی ضابطہ اول کی ہیں جس میں مفعول مطلق مشتبہ ہے اور نفی کے بعد  
واقع ہے اور نفی اسم پر داخل ہے اور مفعول مطلق اس اسم سے قریب نہیں  
بن رہا۔

دو مثالیں اس لئے قدرے لیں تاکہ یہ علم حاصل ہو جائے کہ مفعول مطلق  
موقع قریب میں واقع ہو وہ ضابطہ اول کی ہیں نہ کہ اور دوسرے دو لغات کی طرف  
منتقل ہو جائے۔  
ضابطہ ثانی کی مثال: نَهَى سَيِّدٌ سَيِّدٌ اس میں مفعول مطلق مل رہا  
واقع ہے۔

نوعی از این نوع است (۱) فعلی در این نوع (۲) فعلی در این نوع (۳) فعلی در این نوع



یوں (۶) جملہ اسم پر مشتمل ہو (۵) وہ اسم مفعول مطلق کہ معنی میں ہو  
(۶) وہ جملہ ایسی ذات پر مشتمل ہو جس کے ساتھ اس اسم کا معنی قائم ہو  
ان شرائط کے پائے جانے کے وقت مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنا قیاساً  
مذہب ہے۔

آپ نے کیا کہ مفعول مطلق تشبیہ کے لئے یوں ہم آپ کو ایک مثال دکھاتے ہیں  
لَيْسَ يُدْرِكُ مَوَدَّتَ قَرْنٍ شَاكٍ اس میں تشبیہ ہے یہی مثال دوسری نہیں ہے

اس کا جواب شارح نے اپنی اس عبارت لَدُنَّ يُشَبِّهُ بِهٖ اَمْرًا آفَرُ النِّعِ سے دیا کہ  
کہ اس مثال میں تشبیہ کسی دوسری چیز سے نہیں دی جا رہی بلکہ ایسی ایک چیز  
(صورت) کو ایسی چیز (صورت حسن) سے تشبیہ دی ہے اس لئے یہ مثال دوسری نہیں ہے

آپ نے کیا کہ مفعول مطلق تشبیہ کیلئے یوں ہم آپ کو ایسی مثال دکھاتے ہیں  
لَيْسَ يُدْرِكُ مَوَدَّتَ قَرْنٍ شَاكٍ اس میں تشبیہ بھی ہے لیکن بھی یہ مثال دوسری  
نہیں ہے

اس مثال میں شرط (شراف نہیں) یاد جا رہی ہے کہ مفعول مطلق افعال  
جوارح میں سے یوں یعنی ایسا مفعول مطلق ہو جس کے کرنے میں وہ فعل کو کرتا دینی  
پیش آوے اور نہ فعل کا فعل سے ایسی وجہ سے یہ مثال دوسری نہیں ہے

آپ نے کیا کہ مفعول مطلق تشبیہ کیلئے یوں اور افعال جوارح میں سے یوں  
لَيْسَ يُدْرِكُ مَوَدَّتَ قَرْنٍ شَاكٍ اس مثال میں دو فعل شرط ہو چو رہے ہیں لیکن  
یہ بھی یہ مثال دوسری نہیں ہے

اس کا جواب شارح نے اپنی عبارت فَاِشْرَافُ بِهٖ النِّعِ سے دیا کہ اس مثال  
میں شرط ثالث مفعول ہے کہ وہ جملہ بعد یوں جبکہ پیش کر دے مثال میں مَوَدَّتَ  
جوارح کے بعد نہیں ہے کیونکہ مَوَدَّتَ کے لئے جملہ نہیں بلکہ عین لایزال اس

لئے یہ مثال درست نہیں ہے۔

اعتراض: آپ نے کہا کہ مفعول مطلق تشبیہ کیلئے ہوا اور فعل جو ان میں سے پہلا ہوا اس جملہ کے بعد واقع ہوا اور وہ جملہ اسم پر مشتمل ہوا یہ آپ کو ایک مثال دیکھاتے ہیں (مَرَدُّ شَيْءٍ يَدْرِي فَإِذَا لَدَا شَرِّبَتْ مَوْتًا بِمَا يَدْرِي) مثال میں تمام نقشہ بظاہر موجود ہیں لیکن یہی یہ مثال مفعول مطلق کے فعل کے حذف کے لئے نہیں ہے؟

جواب: آپ نے جو مثال پیش کی ہے اس میں یہ نقشہ بظاہر موجود ہیں لیکن بعض کتب قید نہیں ہے کیونکہ مفعول مطلق میں موصوفہ کا لفظ ہے جبکہ جملہ میں لفظ مَرَدُّ شَرِّبَتْ کا ذکر ہے اور دو فقر کے مفعول مختلف ہیں کیونکہ مَرَدُّ شَرِّبَتْ کا مفعول آواز اور شَرِّبَتْ کا مفعول ہے ایک قسم کا مَرَدُّ شَرِّبَتْ

اعتراض: آپ نے کہا کہ مفعول مطلق اسم کے معنی میں ہوا یہ آپ کو ایک اور مثال دیکھاتے ہیں (مَرَدُّ شَرِّبَتْ مَوْتًا بِمَا يَدْرِي) اس کے معنی میں ہے مَرَدُّ شَرِّبَتْ مَوْتًا بِمَا يَدْرِي لَدَا شَرِّبَتْ مَوْتًا بِمَا يَدْرِي یہ مثال درست نہیں ہے؟

جواب: یہ مثال اس لئے درست نہیں ہے کیونکہ مَرَدُّ شَرِّبَتْ مَوْتًا بِمَا يَدْرِي اس میں مفعول مطلق تشبیہ کے معنی میں ہے اور اسم کے معنی میں ہے مَرَدُّ شَرِّبَتْ مَوْتًا بِمَا يَدْرِي اس میں مفعول مطلق تشبیہ کے معنی میں ہے اور اسم کے معنی میں ہے مَرَدُّ شَرِّبَتْ مَوْتًا بِمَا يَدْرِي اس میں مفعول مطلق تشبیہ کے معنی میں ہے اور اسم کے معنی میں ہے

اس لئے اس کا یہ ایک مثال نہیں ہے۔

اعتراض: مثال اول: مَرَدُّ شَرِّبَتْ مَوْتًا بِمَا يَدْرِي اس میں مفعول مطلق تشبیہ کے معنی میں ہے اور اسم کے معنی میں ہے مَرَدُّ شَرِّبَتْ مَوْتًا بِمَا يَدْرِي اس میں مفعول مطلق تشبیہ کے معنی میں ہے اور اسم کے معنی میں ہے مَرَدُّ شَرِّبَتْ مَوْتًا بِمَا يَدْرِي اس میں مفعول مطلق تشبیہ کے معنی میں ہے اور اسم کے معنی میں ہے

مثال ثانیه: **بَرَّ بِكَ إِلَهُ قَرَّاحُ قَرَّاحُ الشُّمْلَى** :- (اسی مثال میں)  
**بَرَّ** تم پر شہادت ہو رہی ہے **قَرَّاحُ** اہل بیت **قَرَّاحُ** شہادت  
**قَرَّاحُ** :- جیسا **الشُّمْلَى** :- وہ عورت جس کا بچہ مر گیا ہو

پہلی مثال میں آپ نے قوت کا مفہود بنایا ہے لیکن ولایت السلام ہے اور  
حقول مطلق کیلئے مفہود یعنی فرقہ ہے۔

سارح نے اس کا جواب اس طرح دیا کہ یُفْتَدِشْ فُتْ شِ فَمَارِیہ  
فَمَارِ الشَّیْخُ فُفْ شِ اللہ ما فوتی ہے اور اس دیکھ فُتْ شِ فُفْ شِ فَمَارِ  
میں ہے اور فُفْ شِ فَمَارِ لہذا اعتدال میں تغیر ہے۔

اس کا عدد کد و دھما لیا کیوں نہیں کیا

جواب  
اس لئے کہ پہلی مثال میں فقہوں نے مطلقاً کہ بعد والا اسم نہ کر کے اسے صَوْرَتِ مَصْلٰہ  
اور دوسری مثال میں صرف یہ ہے قَرِیْخُ الثَّمَرِ  
اور یہ بھی بدستور ہے کہ پہلی مثال میں فقہوں نے مطلقاً مہلک و تاویلی تھا  
صَوْرَتِ مَصْلٰہ یعنی ثَمَرِ یَدِیْہِ  
جبکہ دوسری مثال میں فقہوں نے مطلقاً مہلک و  
حقیقی ہے قَرِیْخُ

مفعول مطلق کے عامل کے حذف پر قرینہ دیا ہے۔

جمله حلقه ها به فعل محذوف که قائم مقام است اورد فعل محذوف است پس قرین است  
یعنی «لما» ضرورت میا فعل که محذوف است واجب است.

يا نوحان مقامك في الدنيا هكذا وقع فيموتون بجملة لا يقتتلون لها  
موتون عطلق الس جملة ما همفون من يفتن فلا علم من كمال الس جملة  
موتون عطا الله موتاً كه علا ولا وف دد الله الله من دد الله



[illegible]

حقاً میں مفادیت چاہتا تھا اس وجہ سے اس کا نام تاکیدی لغیرہ ہوا۔

یہ سوال لگتا تھا کہ مثال لفظ علیٰ الف و ہم اختصاراً میں ہے  
یہود سکتا ہے کہ یہ مثال بھی صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ علیٰ لفظ ہم نے کیلئے آتا ہے یعنی ہمہ پر اس کا ایک  
نیا لفظ ہم لفظ ہم (یا) اور اقوال میں کذب کا احتمال نہیں ہے تا اس لئے مذکورہ  
قاعدے کی مثال میں صدق و کذب دو اقدار کا احتمال نہیں ہے بلکہ صرف  
صدق کا احتمال ہے۔

مشترک شارح کی اس عبارت **لِللّٰهِ هُوَ مَعْنَى مَنْ عَلَيْهِ كَفَرَات**  
کے لئے

یہاں سے شارح یہ بتا رہے ہیں کہ مفعول مطلق کی اس قسم کو مفعول  
مطلق تاکیدی لغیرہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ مفعول مطلق اس دیتیت سے کہ  
لفظ مفعول (حقاً) کے ساتھ ملتا ہے (نفس) کی تاکیدی کر رہا ہے  
اور اس دیتیت سے کہ وہ جملہ کا احتمال رکھتا ہے کیونکہ حقاً سے (صدق) اور  
جملہ میں (ہو) اور (کا) احتمال ہے لہذا اس دیتیت سے یہ لفظ <sup>تاکیدی</sup> سے ملتا ہے لیکن  
مقدّم میں کذب کا بھی احتمال ہے جو کہ حق و کذب کے مفاد پر ہے کیونکہ مفعول  
حق و کذب سے اول مفعول ہے لہذا اس میں کذب والا مفعول نہیں دیا گیا لہذا  
حقاً کذب کا احتمال نہیں رکھتا اس لئے اسے تاکیدی لغیرہ کہتے ہیں۔

مشترک شارح کی اس عبارت **فَيُقْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْمَعْنَى الْغَرَضِيَّة**

جو یہاں سے شارح یہ بتا رہے ہیں کہ مفسر کے قول تاکیدی لغیرہ سے مراد یہ  
ہے کہ یہ عبارت بوضوح مفادیت (اُجَل) کے ساتھ ہے اور معنی یہ ہوا کہ  
تاکیدی لغیرہ کے دو کتبے ہیں **ذِي قَاتِلٍ** میں جہ صدق و کذب

دو الفا کا اتصال تھا حقاً نہ کذب کے اجتماع کو دور کر دیا۔

اور آئے مشارح یہ بتا رہے ہیں کہ جس طرح تالیف لغویہ ہے مفردات  
محذوف ہے اسی طرح تالیف لغویہ ہے (مفردات) محذوف ہونا چاہیے  
تاکہ تقابل واقع ہو جائے۔

سلسلۃ القوال مقام :- وَ مِنْهُمَا مَا وَقَعَ مُتَشَقُّ

مفعول مطلق تثنیہ کی صورت میں یہی لیکن تثنیہ کے معنی میں نہ  
ہو بلکہ تکرار کیلئے یہی اس صورت میں بھی فعل کا حذف واجب ہو گا۔

المتشاقق :- آپ نے کیا کہ مفعول مطلق تثنیہ کی صورت میں واقع ہو لہذا حذف  
فعل واجب ہے ہم آپ کو ایسی مثال دیکھاتے ہیں ثُمَّ اَنْبَغَ الْبَيْتُ كَثْرَتَيْنِ  
اَكْبَرُ وَ اَصْغَرُ (اسی مثال میں کثر تثنیہ صورت تثنیہ ہے لیکن پھر اس  
کا فعل حذف نہیں ہے۔

جواب :- اس کا جواب یہ ہے کہ لا بُدَّ فَي تَتَمَيِّزُ هَذِهِ الْقَاوِدَةُ الْع  
دیالہ اس قاعدے سے یہ ایک فقرہ تھا جملہ گت تھا اور وہ شرط ہے کہ  
تثنیہ کی اولیٰ ہر ماضیہ ماضیہ کے بعد حذف ہوتی ہے اور پیش کرنے کی مثال میں  
تثنیہ مفرد نہیں ہے اس لئے اس کا عامل حذف نہیں ہے۔





مثلاً اگر کسی نے کہا کہ میں نے ایک کتاب لکھی ہے۔

جواب: اگر کسی نے کہا کہ میں نے ایک کتاب لکھی ہے۔  
تو اس کے واسطے ہے جو وہ لکھنے کی طرف متوجہ رہا ہے۔  
جبکہ دوسری مثال میں فعل بذات اللہ ہے، کی طرف متوجہ رہا ہے۔

# مفعول بہ

مفعول بہ کے تحت تصدیق کریں

مفعول بہ کے تحت تصدیق کریں۔ اَلْمُفْعُولُ بِدَ مَا قَرَعَ عَلَيْهِ فَعَلَ الْفَاعِلُ  
مفعول بہ وہ اسم ہے جس کے پس فاعل کا فعل واقع ہو۔ مثال: فَرَبُّتْ زَيْدٌ

مفعول بہ کی تعریف جامع نہیں۔ فَرَبُّتْ زَيْدًا میں لفظ زَیْدًا مفعول بہ ہے لیکن اس کے نظائر میں فاعل کا فعل واقع نہیں ہوتا بلکہ فاعل کا فعل اس کے بعد ہی ہے جیسا کہ فاعل کا فعل ہے۔

شمار ۱۰۸ میں اس کا جواب اِسْمُ تَعَالٰی کے ساتھ مفعول مطلق وہ اسم ہے جس کے پس فاعل کا فعل واقع ہو اور زَیْدًا اسم ہی ہے لہذا اس پر تعریف صادق آتی ہے۔

حالت میں مفعول بہ کی تعریف لفظ اَلِاسْمُ کو کیوں ذکر نہ کیا حالانکہ لفظ اسم تعریف میں ذکر نہ ہونے کے باوجود جامع مانع ہو جاتا ہے۔

حالات میں مفعول بہ کی تعریف میں لفظ اَلِاسْمُ اس لئے ذکر نہ کیا کیونکہ لفظ اِسْمُ مفعول مطلق کی تعریف میں ذکر نہ کیا گیا ہے لہذا مفعول مطلق پر لفظ اسم کی تعریف کے تحت ہونا جائز ہے کہ جس طرح مفعول مطلق اسم لفظی ہے اس طرح مفعول بہ بھی اسم لفظی ہے اس لئے مفعول بہ کی تعریف میں لفظ اَلِاسْمُ ذکر نہ کیا۔

مفعول بہ کی تعریف جامع و مانع نہیں کیونکہ تعریف اَوْ فَوْشْ زَیْدًا میں زَیْدًا پر صادق نہیں آتا کیونکہ زَیْدًا پر فاعل کا فعل واقع نہیں ہو سکتا لیکن یہی اسم مفعول بہ کیلئے مناسب ہے۔

تعداد ۱۰۸ میں اس کا جواب اِسْمُ تَعَالٰی کے ساتھ مفعول مطلق وہ اسم ہے جس کے پس فاعل کا فعل واقع ہو اور زَیْدًا اسم ہی ہے لہذا اس پر تعریف صادق آتی ہے۔



دیا کہ جس پر فاعل کا فعل واقع ہوا اس سے اگر یہ مراد ہے کہ فاعل کے فعل کا مفعول ہے  
تعلق پایا جا رہا ہے۔

جس پر فاعل کا فعل واقع ہوا اس سے اگر یہ مراد ہے کہ فعل کا مفعول ہے  
تعلق پایا جا رہا ہے۔

جواب اس کا جواب شارح نے اپنی اس عبارت تعلقہ یہ یاد واسطہ ظرف  
البحر الخ سے دیا کہ تعلق سے مراد وہ تعلق ہے جو بطریق ظرف کے واسطہ  
کے ہوا جبکہ مراد شریعت میں مراد ظرف کے واسطہ سے تعلق ہے اس لئے  
مثال مفعول یہ کہ تعلق میں واسطہ نہیں ہوگا۔

مفعول یہ کہ تعلق کے قیاس سے تعلق میں کتبا

مفعول یہ کہ تعلق میں کتبا میں مفعول تعلق تعلق سے خارج ہو  
کے کیونکہ ان مفعول تعلق میں مفعول تعلق تعلق سے خارج نہیں  
تعلق تعلق میں مفعول تعلق تعلق میں مفعول تعلق تعلق سے خارج نہیں  
تعلق تعلق میں مفعول تعلق تعلق میں مفعول تعلق تعلق سے خارج نہیں  
تعلق تعلق میں مفعول تعلق تعلق میں مفعول تعلق تعلق سے خارج نہیں

مفعول یہ کہ تعلق مفعول مطلق میں بھی صادق آتا ہے کیونکہ  
مفعول مطلق کا فعل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے جس طرح مفعول یہ میں بھی تعلق ہے

مفعول یہ کہ تعلق مفعول مطلق میں بھی صادق آتا ہے کیونکہ  
مفعول مطلق کا فعل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے جس طرح مفعول یہ میں بھی تعلق ہے

مطلقاً اپنے فاعل کے فعل و افعال و ہم معنی یہی ثابت ہے اس لئے مفعول بہ  
کے تشریح سے مفعول مطلق بھی خارج ہو جائے گا۔

مفعول بہ کے تشریح مناسب الفاعل پر بھی صادق آتی ہے کیونکہ  
نامب الفاعل پر بھی فاعل کا فعل واقع ہوتا ہے جیسے: "فَرَبُّكَ يَدْرُسُ"

اس کا جواب اشارت ہے اپنی اس عبارت "فَدَرَسْتُ" اور "فَدَرَسْتُ" کے  
فعل کا اُنشُر اسناد الیہ سے دیکھ کہ فعل سے مراد اس کا فعل ہے جیسے کہ اسناد  
فاعل (مُتَدَرِّسٌ) یا حکمی (مُتَدَرِّسٌ) اور "فَرَبُّكَ يَدْرُسُ" میں ایسی اسناد  
نہیں ہے کیونکہ فاعل معلوم ہو رہا ہے تو اسناد اس سے ہوتی ہے اس لئے  
فَرَبُّكَ يَدْرُسُ جیسے مثالی مفعول بہ کے تشریح سے خارج ہو گیا۔

مفعول بہ کے تشریح اُنطویٰ "يَدْرُسُ" کے ساتھ ہے اس لئے اس میں مفعول بہ کی حالت  
یَدْرُسُ بالانفاق مفعول بہ ہے لیکن یہ بھی اس میں مفعول بہ کے تشریح  
صادق نہیں آتا کیونکہ "يَدْرُسُ" کا فاعل نہیں بلکہ نائب الفاعل ہے اور  
نائب الفاعل ایک قسم کا مفعول ہوتا ہے لہذا اس طرح "يَدْرُسُ" مفعول بہ  
پر مفعول کا فعل واقع ہوا ہے کہ فاعل کا فعل واقع ہوا ہے۔

اُنطویٰ "يَدْرُسُ" کے ساتھ ہے اس لئے اس میں مفعول بہ کی حالت  
یَدْرُسُ فاعل حکمی ہے اور "يَدْرُسُ" اسناد فاعل حکمی کا طرف معنی ہے کیونکہ  
باب اُنطویٰ اور اُنطویٰ کا نائب الفاعل فاعل کے حکم میں ہوتا ہے اس  
لئے کہ وہ آفندہ یعنی اپنے والد کے اس لئے "يَدْرُسُ" ہے مفعول بہ کے تشریح  
صادق ہے کہ اس میں فاعل حکمی کا فعل واقع ہے۔

مختلف علیہ الرصد نے مفعول بہ کے تشریح فرقی علیہ فعل الفاعل کے لئے  
لفظ اُنطویٰ نہ کہتے تھے بعض مقلدوں (تقریباً) حاصل ہو جاتا اور نائب  
و اس لئے ان کے تشریح میں قرآن و سنت کے مختلف لفظ فاعل کی طرف سے

۱۔ آپؐ کی بہت دیر سے یہ کہ کافیہ کا مطلوب انحصار ہے ایک اور اگر  
لفظ الفاعل ذکر نہ کرتے لفظ مقول پر یہ کہ تعریف اُعطیٰ ذیٰ دھما  
ہیں اور دھما کو شامل نہ ہو تو اور اسے طرح اگر لفظ فاعل ذکر نہ کرتے  
لفظ مقول پر کہ تعریف نائب الفاعل پر بھی صدق آتا ہے کیونکہ اگر  
لفظ فاعل ذکر نہ کرتے لفظ فاعل قیلقی اور فاعل فاعل و معلوم نہ ہوتا  
لہذا تعریف کو جامع مانع کرنے کیلئے لفظ الفاعل ذکر کیا۔

اگر لفظ فاعل ذکر نہ کرتے تو کون سے فعل اسطلاحی لسمیعہ لیتا  
جیکہ بیان فعل لغوی حکم کرنا مراد ہے لہذا اس صورت میں تشبہ فعل بھی  
خارج ہو جائے اس لئے لفظ الفاعل ذکر کیا۔

۱۰. ۱۴ | کبھی فیقول کہ عامل (فعل) پر مقم کیا جاتا ہے کیا ایسا کرنا صحیح ہے۔

جواب۔ جہاں کہیں مضمحل کو فعل پر مقدم کیا جاتا ہے کیونکہ فعل عمل کرنے  
میں قوی یا اہل ہونے کے لئے فعل کے بعد ہونا چاہیے اور اس میں عمل کرنے کی طاقت ہے  
اور اسے معمول کے مقدم بھی یا معمول کو مؤخر بھی۔  
لیکن تقدیم کی دو صورتیں ہیں (۱)۔ جواز کی۔ (۲)۔ وجوب کی۔  
جواز کی ہے جہاں میں معمول کو فعل پر مقدم کرنا جائز ہو جیسے: **يُؤْتِيهِمُ اللَّهُ رِزْقَهُمْ حَيْثُ شَاءَ وَهُوَ وَاسِعٌ**۔  
اور **وَرَبُّهُ الْغَنِيُّ**۔ تقدیم جواز کی ہے یعنی ان اسماء (معمول) کو فعل سے  
مؤخر بھی کر سکتے ہیں۔

و جواب :- (پس) میں) مفعول کو فعل میں مقدم کرنا واجب ہو جبکہ مفعول  
پیش نہ ہو یا معنی : استخفم کو شمل ہو معنی استخفم کی مثال :-  
مَنْ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ اللَّهُ فَمِنْ أَهْلِ عَالَمِينَ هُوَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ اللَّهُ فَمِنْ أَهْلِ عَالَمِينَ  
ان دونوں



لغو نہ :- تقدیم مفعول علی الفعل (اس صورت میں جائز یا واجب ہو  
 گا کہ جب تقدیم مفعول سے کوئی شے مانع نہ ہو لیکن اگر کوئی  
 مانع ہو جو واجب ہو تو تقدیم مفعول علی الفعل نہ جائز نہ ہوگا نہ واجب  
 ہوگا :- مانع کا مثال :- *هَذَا الْبَيْتُ اَنْ تَكْتُبَ لِسُلَامَةَ نَيْكِدُونِ عِيَالَهُ*  
 ایک نیکو یہ ہے کہ تقدیر جان کی نجات کے  
 یہاں *لِسُلَامَةِ* مفعول کو فعل پر مقدم نہیں کر سکتے کیونکہ فعل متنازع  
 پر *اَنْ تَكْتُبَ* مفعول داخل ہے جس کی وجہ سے متنازع مفعول کی قافیل میں بھی  
 جائز نہ ہو اور مفعول فعل کے مقابلہ میں تخریف عامل ہے یہ مفعول اپنے  
 مفعول مقدم پر عمل نہیں کر سکتا اس کی وجہ سے یہاں مفعول کو فعل پر مقدم  
 کرنا نہ جائز نہ واجب ہے ۔

کیا مفعول پہلے کے عامل (فعل) کو حذف کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :- جی ہاں قیاس قرینہ کے وقت مفعول پہلے میں عامل فعل کو حذف کرنا  
 جائز ہے اب قرینہ دو طرح کیا ہے (1) قرینہ مقالیہ (قولی)  
 (2) قرینہ حالیہ :- قرینہ مقالیہ کا مثال :- *هَذَا كَيْسٌ مَنْ لَفْرُبُ*  
 تو اس کے جواب میں *فَقَدْ طَرَفْتُ يَدَا كَيْسٍ* یہ اصل میں *اِفْرُبُ يَدَا كَيْسٍ*  
 تقدیر پر قرینہ مقالیہ (سوال مذکور) کا وجہ ہے فعل امر *اِفْرُبُ*  
 کو حذف کرنا جائز ہے ۔

قرینہ حالیہ کی مثال :- کسی سیاہی یا سیاہی والے ماکینا مکہ یا کراچی  
 کراچی :- تقدیر پر *تَبَّ يَدَا كَيْسٍ* فعل حذف وقت اصل عبارت *يَدَا كَيْسٍ* *اَفْرُبُ*  
*مَلَكَةً اَتَبَّ يَدَا كَيْسٍ* تقدیر پر *تَبَّ يَدَا كَيْسٍ* فعل کو قرینہ حالیہ کی بناء  
 پر حذف کیا ہے قرینہ حالیہ یہ ہے کہ مسافر کو یا کسی سامان کو غیر کے  
 پاس سے معلوم ہو یا نہ کہ وہ کسی جگہ واقع ہو یا نہ کہ کسی جگہ سے نکلا ہے



[illegible]

مثال ثالثہ۔ اَهْلًا وَسَلَامًا اَهْلًا سَبِيْلًا اَتَيْتُ اور سَبْمَلًا سے  
سَبْمَلًا قَطِيْبًا فعل و خوارفہ ہے۔  
اَفْعَلُ کہ معنی میں آجاء جگہ اس لاء اَهْلُ بمعنی مَا دُوْرَالِ یو گاہ اس سے  
سَبْمَلًا قَطِيْبًا اور صوف و خوارفہ ہے معنی میں گے لقا آجاء جگہ میں آیا اور یہاں  
میں نہیں آیا لقا اپنے دوستوں میں آیا ہے انبیوں میں نہیں آیا۔  
لَللَّوْطِ کہ معنی میں زحمت میں لقا معنی میں گے لقا نہم نہم میں یہ چلا  
لَللَّوْطِ نہم میں یہ نہیں چلا۔

موضوع: شافری

مفتی محمد امجد علی صاحب دہلوی صاحب مدظلہ العالی نے فرمودہ ہے۔

حق (منادی) ہے۔

مقام منادی کے ہے۔  
منادی کا تعریف :- المنادی وہم العاطل برب اقب الد یصرف

ثَابِتُ مَقَابِ اَدْنُو لَنُظْلَا اَوْ تَقْدِيرُ:

مفتاح القلوب مفتاح القلوب مفتاح القلوب

عَمَّا خَذَى إِلَهُهُمُ الْإِسْلَامَ لَوْ كُنْتُمْ بَنِي آدَمَ عَالِمِينَ  
ثُمَّ أَدَّبُوا فَمَنْ كَفَرَ أَلَيْسَ هَؤُلَاءِ فِي لِقَاءِ رَبِّهِمْ أَتَقَدَّرُونَ

لَقَابُ جِهَةٍ - نقدِ جِهَةٍ (2) - لَقَابُ جِهَةٍ بِالنَّبِيِّ (2) - لَقَابُ جِهَةٍ بِالْقَلْبِ

لغزہ :- نقد چہ فدا آفتاب یں  
لغزہ :- ایسے شہنشاہ کو فدا آدینا جہ متعلقہ کا طرفہ جتو چہ شہر سوداگر

لغز به با لوجه :- ایستاده شد و گفت که ای خداوند منا ای معتمدکم که طرف این پیمبر

یہ سب کچھ تھا۔ یہاں تک کہ ایک صاحب نے کہا کہ

میں نے اس کو دیکھا ہے۔ وہ تو ایک بڑا ہی عجب آدمی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي هدانا لهذا هذا كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

تاریخ: ۱۳۰۲/۱۲/۲۵



لقبہ کی پھر دو قسمیں ہیں (۱) لقبہ حقیقی (۲) لقبہ حکمی  
 لقبہ حقیقی :- ایسے شخص کو نداء دینا جو نداء کی صلاحیت رکھے اور  
 ذوی العقول ہی جیسے :- یَا زَیْدُ

لقبہ حکمی :- ایسے غلیب ذوی العقول کو نداء دینا جو نداء کی صلاحیت نہ  
 رکھے لقبہ پہلے اُسے مِنْ لَدُنْہِ فَلَاحِیْدَةُ النِّدَاءِ ذوی العقول کے مرتبہ میں اُتار  
 جائے گا پھر اس پر حرف نداء داخل کریں گے لقبہ لقبہ حکمی ہے  
 جیسے :- یَا سَمَاءُ یَا یَسَالَ یَا زَیْدُ

سوال 13 :-

کیا منادوب بھی منادی کی ایک قسم ہے یا منادوب منادی ہی ہے؟

جواب :- شارح فرماتے ہیں کہ منادوب میں تَفْعُصِیْطِیْ (دو نا) ہوتا ہے نہ کہ منادوب  
 میں (اللہ کی) نداء حقہ ہو رہی ہے لَقَدْ هُمُ الْمُظْلُوْبُ (اَقْبَالَہُ) کی قید ہے  
 منادوب منادی ہے خار ج یہاں لیا گیا کیونکہ منادوب میں منادوب و نا حقہ ہو رہی ہے  
 یہ لقبہ مطلب نہیں رہتا لَوْحۃُ الْمَنَادِیْبِ ایک مستقل قسم ہے (اللہ کی) جہ سے  
 مہش علیہ الرحمۃ (اللہ) کے احکام علیہ لا سے خاک فرماتے ہیں جو کہ آگے  
 آئے ہیں گے۔

سوال 14 :-

شارح کی دعا بابت فَرِیْدُہ تَحْکُمُ کا وفادت کریں

جواب :- (اللہ) بابت سے شارح فرماتے ہیں کہ مہش علیہ الرحمۃ وَالْمُظْلُوْبُ  
 اَقْبَالَہُ کی قید لگا کر منادوب کو تَعْرِیْفِیْ منادی سے خار ج کَرَفَا تَحْکُمُ یَقُوْ  
 بلا دیر کی اذیت ہے کیونکہ منادوب سے بھی حکم لقبہ توجع کہ طواری میں رہتا  
 ہے جیسے کہ وَثِیْقُہِ یَا مُحَمَّدَا (منادوب کی صورت میں لیا) لَقَدْ کُوْنَا  
 تم کہہ رہے ہیں آپ علیہ السلام تشریف لائے ہیں آپ کی فداوت کا مشتاق  
 رہیں لَقَدْ اَلَلَّہُ اَوْخِیْہِ ہے کہ منادوب منادی کے تحت داخل ہو۔  
 یہی منادوب منادوب مفصل (علامہ مہش علیہ الرحمۃ) اور امام سیبویہ کا ہے



کہ مذکور ہونا میں داخل ہے۔

فر 15  
سوال

ایسے کو کہ وہ صرف میں جو اَدْعُوْ فَعَلَ کہ قائم مقام میں اور منادی  
کے تشریح میں یہ قید کیوں لگائی کہ منادی کی لقا ہے ایسے صرف کہ  
ساتھ مطلب میں جو اَدْعُوْ فَعَلَ کہ قائم مقام میں ہے

جواب

اَدْعُوْ فَعَلَ کہ قائم مقام پانچ صرف نداء میں اور فلا یہ میں  
(1) یا (2) اَیَا (3) اَیُّ (4) اَی (5) یٰمَنْ لَا مَقْلُوْبَہ  
اور ایسے صرف سے لقا ہے مطلب یہ جو اَدْعُوْ فَعَلَ کہ قائم مقام  
میں (یہ قید اس لئے لگائی تاکہ لِقَبْلِ زَیْنٌ جیسے مثالیں منادی  
سے خارج نہ ہو جائیں) کیونکہ اس مثال میں ایسے صرف سے لقا ہے مطلب  
نہیں جو اَدْعُوْ فَعَلَ کہ قائم مقام میں بلکہ یہاں فعل امر سے لقا ہے  
مطلب یہ ہے۔

فر 16  
سوال

ما تَنَادَیْ اِسْمَ عِبَادَتِ لَقَطًا اَوْ تَقْدِیْرًا (وضاحت کیے)

جواب

منادی کی تشریح میں جو لفظ المَطْلُوْبُ سے لفظًا اَوْ تَقْدِیْرًا اس کی  
تفصیل ہو لقا اس صورت میں لَقَطًا لَفْظًا کہ معنی میں ہو کہ طلبِ محذوف  
کی صفت ہو گا کہ اَلْمَطْلُوْبُ یعنی صرف نداء لفظوں میں ہو جو درجہ جیسے :-  
یَا اَلْیُّوْ یَا اَلْمَطْلُوْبُ تَقْدِیْرًا ہو یعنی صرف نداء ہو قدر ہو جیسے :-  
یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا یہ اصل میں یَا یُوْسُفُ تَقْدِیْرًا ہے۔

2

یا منادی کی تشریح میں جو نائب و الفظی سے لفظًا اَوْ تَقْدِیْرًا اس کی  
تفصیل ہو کہ نائب لفظی یا تقدیری ہو یعنی صرف نداء لفظی ہو یا تقدیری  
ہو مثالیں فرمائی ہیں جو ادبِ محذوف میں ہیں۔

3

منادی کی تفصیل ہو یعنی منادی لفظی ہو یا تقدیری ہو لفظی کی مثال :-



يَا نَذِي ۝ مَنَادِي مَقْدَرِ كَيْ مَثَالِ ۝ اَلَا يَا اَسْبُوْدُ ۝ ا ۝ اَصْلَ مِيں  
يَا قَوْمُ مِ اسْبُوْدُ ۝ ا ۝ ا ۝

مَنَادِي کے مضموع ب سے ہے میں مَذاہبِ اَنتاشہ اور علمِ اَنتاشہ کا  
اقتلاف تصریح کر رہا ہوں

17  
سوال

مَنَادِي کے مضموع ب سے ہونے کے بارے میں تین مَذاہب ہیں  
(1) سبوحیہ (2) جبراد (3) ابی علی

جواب

مَذاہبِ سبوحیہ :- اہم سبوحیہ کے نزدیک مَنَادِي مفعولِ پد سے ہے اور وجہ  
اسے مضموع ب سے ہے اور اسے مَنَادِي کو فعلِ مَقْدَرِ اَنتاشہ سے دیا ہے۔  
يَا نَذِي یہ اصل میں اَنْذَرْتُ اَنتَا لِقَریبًا ہے مَنَادِي کا اکثریت سے  
استعمال سے ہے اور حرفِ نداء فعل کے قائم مقام ہے لہذا قرینہ  
اور قائم مقام کا وجہ سے حذف واجب ہے۔

مَذاہبِ جبراد :- اہم جبراد کے نزدیک مَنَادِي حرفِ نداء کی وجہ سے مضموع ب  
سے لیکر نکرہ حرفِ نداء فعل کے قائم مقام ہے یعنی حرفِ نداء ویک مَنَادِي کو  
نقید دے دیا ہے۔

دو لغو کے مَذاہب جبراد :- اہم سبوحیہ کے نزدیک فعلِ عمل سے مفعول  
نہیں ہے بلکہ فعلِ مَقْدَرِ ہی مَنَادِي میں عمل کر کے اسے نقید دے گا۔

جبکہ اہم جبراد کے نزدیک فعلِ عمل سے مفعول ہے یعنی فعلِ عمل ہی نہیں کر  
سکتا اس لئے فعل کا عمل حرفِ نداء کو دے دیا پس حرفِ نداء مَنَادِي میں  
میں عمل کر کے اس کا نقید دے دیا ہے۔

مَذاہبِ ابی علی :- ان کے نزدیک حرفِ نداء اسمِ اَنتاشہ ہی یعنی عمل کرنے



میں فعل کے قائم مقام ہیں نہ کہ فعل کا معنی دینے میں فعل کے قائم مقام ہیں  
اس کی تائید سے یہ وہ منافذی کو نفی دینا ہے۔

لغات میں مذکور اور الفاعل کے مذہب کا بناء یہ منافذی کے منفعہ پر ہے  
میں فعل کو داخل نہ ہوگا جس طرح سیبویہ کے نزدیک اَدْعُوْ فَعْل کو فعل  
ہو تاہم اس لئے یہ حق فعل بلکہ نہیں ہوگا اور "مِمَّا نَحْنُ فِيْهِ" سے نہ  
ہوگا ایماری بحث سے خارج ہوگا۔

صرف نفا (عربوں میں داخل ہو تاہم وہ بالاتفاق جملہ سے خارج ہے اور جملہ کیلئے  
مسند اور مسند الیہ کا الیہ خافضی ہے اور منافذی نہ مسند ہے اور نہ الیہ  
مسند الیہ لفظ جس کی ان یُخْ کس طرح جملہ سے ہوگا اور جب جملہ نہ ہوگا تو  
اس میں صرف کس طرح داخل ہوگا۔

یَا زَيْدُ کے جملہ سے نہیں مذکورہ تفسیر علماء نحاة (سیبویہ و غیر) ،  
العلی (نہ انی) الی لفظیہ پیش کرتے ہیں کہ درج ذیل ہے۔

امام سیبویہ کی لقمہ یہ: یَا زَيْدُ اس طرح جملہ ہے اس جملہ کے حوالوں  
جن (مسند الیہ و مسند الیہ) سے منافذی (نُیْدُ) کچھ بھی نہیں ہے بلکہ اس جملہ  
کے دو لغز جن فعل (مسند) اور فاعل (مسند الیہ) مخدوف ہیں یعنی  
اَدْعُوْ فَعْل مسند اور اَنْتَ ضمیر فاعل مسند الیہ مخدوف ہیں لہذا یہ جملہ ہوا۔

اعلم عربی کی لقمہ یہ: یَا زَيْدُ اس طرح جملہ ہے کہ یَا زَيْدُ میں یَا و ف  
نداء و فعل (مسند) کے قائم مقام ہے اور فاعل (مسند الیہ) مخدوف ہے لہذا یہ  
جملہ ہوا۔

امام العسکری کی لقمہ یہ: یَا زَيْدُ اس طرح جملہ ہے کہ یَا زَيْدُ میں یَا و ف نداء و  
اہم فعل (مسند) ہے اور یَا و ف ضمیر فاعل (مسند الیہ) مخدوف ہے لہذا یہ جملہ ہوا۔